عشق رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

علمی ادبی اور تحقیقی مجلہ
النظامیہ
لاہور شیخوپورہ

مئی، جون
2024

خصوصی شمارہ

عتیقِ ملت نمبر

حیات و خدمات

استاذ الاساتذہ
شیخ الحدیث
یادگارِ اسلاف

مفتی محمد گل احمد خان عتیقی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر اعلیٰ
ڈاکٹر فضل حنان سعیدی

مدیران
مولانا محمد فاروق شریف رضوی
مولانا شکور احمد ضیا سیالوی

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان
مرکزی دفتر
جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

اغثنی یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام

النظامیہ

لاہور شیخوپورہ

علمی ادبی اور تحقیقی مجلہ

مئی، جون 2024

عتیقِ ملّت نمبر

بفیضانِ نظر

محسنِ اہلسنت شیخ العلماء، استاذ الاساتذہ
مفتی اعظم پاکستان
علامہ مفتی محمد عبد القیوم قادری رضوی ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ
بانی جامعہ نظامیہ رضویہ

مدیرِ اعلیٰ
شیخ الحدیث ڈاکٹر فضل حنان سعیدی

مدیران
مولانا محمد فاروق شریف رضوی
0312-7245738
مولانا شکور احمد ضیا سیالوی
0300-5090565

زیرِ قیادت
شیخ الحدیث والتفسیر استاذ الاساتذہ سند المدرسین
حافظ محمد عبد الستار سعیدی
ناظم تعلیمات

زیرِ سرپرستی
صاحبزادہ جانشین مفتی اعظم پاکستان علامہ
محمد عبد المصطفیٰ ہزاروی
ناظم اعلیٰ

مجلسِ مشاورت
- صاحبزادہ مولانا نصیر احمد ہزاروی
- صاحبزادہ مولانا غلام مرتضیٰ ہزاروی

مجلسِ ادارت
- مولانا محمد ظہیر بٹ فریدی
- مولانا قاری احمد رضا سیالوی
- مولانا محمد عمران الحسن فاروقی

ڈیزائننگ
مولانا محمد طارق عزیز سعیدی
کمپوزنگ: مولانا سمیع اللہ سیالوی
عرفان طاہر فاروقی، مولانا انیس مصطفیٰ
سرکولیشن ٹیم
فرقان الحق، عمران اصغر
اسد علی

رابطہ کے لیے
مرکزی دفتر
مجلس علماء نظامیہ پاکستان
جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

ممبر شپ فیس
پاکستان سالانہ بذریعہ
رجسٹرڈ ڈاک 1200 روپے

اس دائرے میں (سرخ نشان) اس بات کی علامت ہے کہ آپ کا زرِ سالانہ ختم ہو چکا ہے

نوٹ: ادارہ "مجلّہ النظامیہ" کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

ناشر
مجلس علماءِ نظامیہ پاکستان

0315-7374429 042-37374429 EMAIL: alnizamia7374429@gmail.com

فہرست

پیغامِ سرپرستِ اعلیٰ

جانشینِ مفتیٔ اعظم پاکستان مولانا محمد عبد المصطفیٰ ہزاروی
ناظمِ اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ و تنظیم المدارس اہلِ سنت پاکستان

والدِ گرامی مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی نوراللہ مرقدہٗ نے جامعہ نظامیہ رضویہ کے دُنیا بھر میں پھیلے ہوئے فضلاءِ کرام کو ایک لڑی میں پرونے کے لیے اپنے معتمد علیہ تلامذہ کو ''مجلس علماءِ نظامیہ'' کے نام سے ایک تنظیم قائم کرنے کا حکم دیا۔ اُسی ارشاد کی تعمیل میں عرصہ تیس سال سے یہ مجلس اپنے فرائض بحسن و خوبی سرانجام دے رہی ہے۔

لاریب کہ مجلس علماءِ نظامیہ نے اپنے مختلف ادوار میں علمی و فکری میدان میں بیش بہا اور گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ مجلہ النظامیہ بھی اِسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جو ہر ماہ حالات، واقعات، تاریخ اور اُس ماہ کی مناسبت سے اپنے دامن میں کئی علمی جواہر پارے سموئے ہوئے باصرہ نواز ہوتا ہے۔ اِس رسالے نے علمی آب یاری اور فکری فروغ کی سطح پر کئی نہایت بلند پایہ مقالات پیش کیے اور کوئی بھی طبقہ رسائل و جرائد اس کی اہمیت اور قدر و قیمت کا قائل ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

اس کی ایک خوبی مختلف اوقات میں ''خصوصی نمبر'' شائع کرنا بھی ہے، جس طرح والدِ گرامی نوراللہ مرقدہٗ کے وصال کے بعد صرف چالیس دن کے دورانیے میں ''مفتیٔ اعظم نمبر'' کی اشاعت ہوئی، پھر یہ سلسلہ تاحال جاری ہے۔

استاذ الاساتذہ علامہ مفتی محمد گل احمد خان عتیقی علیہ الرحمہ کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے ''عتیقِ ملّت نمبر'' آپ کے ہاتھوں میں ہے، اُمید کرتا ہوں کہ یہ آپ کو ضرور پسند آئے گا اور اِس کاوش پر مَیں مجلس اور مجلہ کے تمام ذمہ داران کو مبارک باد پیش کرتے ہوئے دُعا گو ہوں کہ ربِّ قدیر ان کی مساعی میں مزید برکات عطا فرمائے۔ آمین

استاذِ گرامی علامہ عتیقی علیہ الرحمہ سیدی حضرت محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کے مایہ ناز مریدین میں سے تھے۔ جب وہ جامعہ ریاض المدینہ، گوجرانوالہ میں تدریس فرماتے تھے تب قبلہ والدِ گرامی مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی علیہ الرحمہ نے ان سے استفادہ کے لیے مجھے وہاں بھیجا، یقیناً انہوں نے پوری دل جمعی اور دل لگی کے ساتھ مجھے پڑھانے کے لیے اپنا قیمتی وقت صرف کیا۔

آپ کے شناسا آپ کی علاقائی محبت، یعنی کشمیر سے محبت کو جانتے ہیں، وہ کسی بھی حال میں کشمیر کے معاملات سے بے خبر رہتے نہ اپنے آپ کو اُن سے دُور رکھتے، بلکہ وہ ان معاملات میں ہمہ تن گوش رہتے۔

استاذِ گرامی علامہ قاضی محمد رشید نقشبندی، ابو البیان علامہ سعید احمد مجددی، علامہ محمد حسین، علامہ پیر عتیق الرحمٰن فیض پوری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، یہ سب کشمیری تھے اور کشمیر کی سیاست میں ایک موثر رول ادا بھی کرتے۔ یہ سب احباب گوجرانوالہ میں اکٹھے ہوتے یا میر پور، مگر ان میں سے کوئی بھی کشمیر کی میٹنگ یا یومِ کشمیر کے احتجاج یا پروگرام کو کسی صورت میں نہیں چھوڑتا تھا۔

ایک بار میر پور میٹنگ تھی، یہ چاروں احباب اکٹھے تھے، مجھے بھی ساتھ چلنے کا حکم دیا، باقی احباب تو سو گئے قبلہ عتیقی صاحب نے گاڑی میں مجھے "کافیہ" کا سبق پڑھایا۔ عمر کے تقاضے سے میری خواہش تھی کہ گاڑی کے باہر بل کھاتی پہاڑیوں کا نظارہ کروں، سبزہ آنکھوں کو سکون دے رہا تھا، لیکن عتیقی صاحب نے پہلے مجھے سبق پڑھایا، پھر فرمایا: ابھی اس کو لکھو اور مجھے لکھ کے چیک کرواؤ۔ اس قدر وہ تدریس کے دل دادہ تھے اور مجھے پڑھانے کے لیے کئی بار انہوں نے یہی طریقہ اپنایا۔

جمعرات کو لاہور میں کشمیری حضرات استاذ قاضی محمد رشید نقشبندی اور قبلہ عتیقی صاحب پیر مکی کے ساتھ واقع چھوٹی سی مسجد جو علامہ علی احمد سندیلوی صاحب والی مسجد مشہور ہے، وہاں جمع ہوتے اور گپ شپ کرتے، کئی بار مجھے پڑھا کر گھر چھوڑتے اور وہاں مسجد میں چلے جاتے اور اگلے دن تک وہیں رہتے۔ ان حضرات کی آپس میں گہری دوستی تھی۔

ایک عظیم انسان اِس دنیا میں اپنی شان دار زندگی گزار کے رب کے حضور پہنچ گئے۔ آپ نے اپنی عمر کا زیادہ تر حصہ قرآن و حدیث کی تدریس کی، بلکہ صرف بخاری شریف کی چوالیس بار تدریس کا شان دار تمغا آپ کے کندھے پہ سجا۔

رب تعالیٰ کی بارگاہ سے اُمّید ہے کہ وہ انہیں اجرِ عظیم اور بہت بڑے انعام کا سزاوار بنائے گا! حق تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات میں بلندی عطا فرمائے، آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ!

اداریہ

مدیرِ اعلیٰ: شیخ الحدیث ڈاکٹر فضل حنان سعیدی

حضرت عتیقی رحمۃ اللہ علیہ کا وصالِ پُر ملال
اور ''عتیقِ ملّت نمبر'' کی اشاعت

پانچ (۵) مارچ بروز منگل کو نائب ناظمِ تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور جناب مولانا قاری احمد رضا سیالوی صاحب نے اُستاذ الاساتذہ، شیخ الحدیث، حضرت علامہ، مفتی محمد گل احمد خان عتیقی علیہ الرحمہ کے وصال کی خبر دی، آپ تقریباً سات ماہ سے صاحبِ فراش تھے اور مہلک بیماری میں مبتلا تھے۔

آپ کی نمازِ جنازہ بعد از نمازِ عشا حضرت داتا علی ہجویری علیہ الرحمہ کے مزار کے سائے میں ادا کی گئی، امامت کی سعادت آپ کے تلمیذِ ارجمند، اُستاذ الاساتذہ، شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا حافظ محمد عبد الستار سعیدی مدظلہ نے حاصل کی، آپ کی نمازِ جنازہ میں علما کے جمِ غفیر نے شرکت کی۔

مجھے بھی مولانا محمد ظہیر بٹ فریدی صاحب شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ اور مجلسِ علماء نظامیہ پاکستان کے سینئر نائب صدر مولانا محمد انوار الرسول صاحب کی معیت میں نمازِ جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔

مجلّہ النظامیہ کی ٹیم نے فیصلہ کیا کہ تعلیمی سال 1445ھ (مئی، جون 2024ء) کا پہلا شمارہ، اُستاذ الاساتذہ شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی گل احمد خان عتیقی علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات پر "عتیقِ ملت نمبر" شائع کیا جائے۔

مجلہ النظامیہ جون 2000ء سے شائع ہو رہا ہے اور وقتاً فوقتاً شخصیات کی حیات و خدمات سے متعلق اِس کے وقیع نمبرز شائع ہوتے رہتے ہیں۔[1] مارچ 2015ء سے اِس کی اشاعت مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان کے زیرِ اہتمام ہو رہی ہے۔ اِس دوران شائع ہونے والے خصوصی نمبرز کی تفصیل درج ذیل ہے:

1) امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات پر "امام احمد رضا نمبر" دسمبر، 2018ء میں شائع ہوا۔

2) نبیرۂ اعلیٰ حضرت تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات پر "تاج الشریعہ نمبر" اکتوبر، 2018ء میں شائع ہوا۔

3،4) مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبد القیوم قادری ہزاروی علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات پر دو خصوصی شمارے شائع ہوئے: پہلا اگست، 2018ء میں اور دوسرا اگست / ستمبر، 2021ء میں۔

5) شیخ الحدیث علامہ حافظ خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات پر "امیر المجاہدین نمبر" دسمبر، 2020ء میں شائع ہوا۔

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: "فہارس النظامیہ 2000ء تا 2020ء"، شائع کنندہ مجلسِ علماءِ نظامیہ

6) ماہِ اکتوبر 2022ء میں اُستاذ الاساتذہ شیخ الحدیث حضرت علامہ حافظ محمد عبد الستار سعیدی دامت برکاتہم العالیہ کی حیات و خدمات پر "حافظِ ملت نمبر" شائع ہوا۔

7) مئی / جون 2024ء کا شمارہ "عتیقِ ملّت نمبر" استاذ الاساتذہ، شیخ الحدیث علامہ مفتی گل احمد خان عتیقی علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات پر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

مَیں مجلّہ "النظامیہ" کی پوری ٹیم اور مضمون نگار حضرات کا دِل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکر گزار ہوں کہ اُنھوں نے مختصر وقت میں "عتیقِ ملّت نمبر" کے لیے مضامین کی فراہمی سے اِشاعت تک کے تمام مراحل کو مکمل کیا۔

مَیں نے حضرت عتیقی علیہ الرحمہ کو 1976ء سے مسندِ تدریس پر فائز دیکھا، آپ نے بلاواسطہ اور بالواسطہ ہزاروں طالبانِ علم کو نورِ علم سے منور کیا۔

آپ سادہ طبیعت کے حامل تھے، انتہائی متواضع اور منکسر المزاج تھے، خُوبرو اور وجیہ تھے۔

جمعیت علماءِ پاکستان کے ساتھ سیاسی وابستگی رکھتے تھے، جمعیت کی کال پر جلسے اور جلوسوں میں شرکت کرتے تھے، میرے استاذ محترم، شیخ الحدیث حضرت علامہ قاضی محمد رشید نقشبندی صاحب علیہ الرحمہ اور حضرت مفتی صاحب جمعیت علماءِ پاکستان کے اجلاسوں میں شرکت کرتے تھے۔

وہ قائدِ ملّتِ اسلامیہ علامہ امام شاہ احمد نورانی اور مجاہدِ ملّت علامہ عبد الستار خان نیازی علیہما الرحمہ سے والہانہ محبت رکھتے تھے اور ان کے مشن کی تکمیل کے لیے تگ و

دَو کرتے تھے۔

جائے پیدائش کشمیر ہونے کے ناطے کشمیر سے بھی بہت محبت کرتے تھے، کشمیر کاز کے لیے وہ ریلیوں، جلسے اور جلوسوں میں بھی شریک ہوتے تھے۔

اُنھوں نے نصف صدی سے زیادہ عرصہ جامعہ نظامیہ رضویہ سمیت کئی بڑے بڑے مدارسِ دینیہ میں تشنگانِ علم دین کو علم دین سے سیراب کیا۔

استاذ ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ایک اچھے مصنف بھی تھے، اُنھوں نے بہت سی کتب تصنیف فرمائیں۔

"عتیقِ ملّت نمبر" میں معاصر حضرات اور تلامذہ کے تأثرات وخراجِ تحسین کے ساتھ ساتھ پیغامِ سرپرستِ اعلیٰ اور آپ کے سفر زندگی پر ایک وقیع مقالہ بھی شامل ہے، یہ سبھی مقالات و مضامین یقیناً آنے والے دَور میں حضرت استاذ الاساتذہ علیہ الرحمہ کی حیاتِ کریمہ پر تحقیق کرنے والوں کے لیے کلیدی وبنیادی حیثیت کے حامل ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ قبلہ عتیقی صاحب علیہ الرحمہ کی خدماتِ جلیلہ کو اپنی بارگاہِ عالی میں شرفِ قبولیت سے نوازے اور انہیں ان خدمات کا اجرِ عظیم عطا فرمائے!

آمین بجاہِ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم!

عتیقِ ملّت رحمۃ اللہ علیہ کا سفرِ زندگی

ادارہ کی خواہش پر محترم المقام صاحب زادہ عُزیر احمد رُومی حفظہ اللہ تعالیٰ نے اپنے والدِ گرامی قبلہ عتیقی علیہ الرحمہ سے متعلق وقیع معلومات ارسال فرمائیں، ادارہ اُن کا شکر گزار ہے۔

فراہم کردہ معلومات کو دیگر تحریرات کے ساتھ جمع کرتے ہوئے مولانا حافظ مبشر سعید مرتضائی، فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ نے جامعیت کے ساتھ یہ مضمون ترتیب دیا، جس پر وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسمِ گرامی وولادت:

استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد گل احمد خان عتیقی بن علی حیدر خان بن زبردست خان یکم جنوری 1949ء کو[1] آزاد کشمیر کے ضلع جہلم ویلی، تحصیل ہٹیاں بالا کے گاؤں سربن میں پیدا ہوئے۔

آپ کے چھوٹے چچا راجا محمد ایوب خان نے پہلے آپ کا نام بدر الزمان خان رکھا، بعد میں معلوم ہوا کہ علاقہ میں اِس نام کا ایک اور شخص بھی ہے؛ اس لیے نام بدل کر گل احمد خان رکھ دیا اور 1965ء میں دورانِ تعلیم سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے

[1] بمطابق شناختی کارڈ

انتہائی عقیدت کی بنا پر خود ہی آپ نے نام کے ساتھ "عتیقی" کا اضافہ فرمالیا۔[1]

حلیہ مبارک:

شیخ الحدیث مفتی محمد گل احمد خان عتیقی علیہ الرحمہ کا رنگ سرخی مائل گورا تھا ، چہرہ بے حد نورانی تھا۔ اعضا میں تناسب اور قد درمیانہ تھا۔ آپ کا جسم متوازن تھا، نہ تو بالکل پتلے تھے اور نہ موٹاپے کا شکار تھے۔ چہرے کی وجاہت جہاں آپ کے رعب و دبدبہ کو ظاہر کرتی تھی وہاں آپ علمی اعتبار سے بھی ایک قد آور شخصیت تھے۔

سر کا اکثر حلق کروایا کرتے تھے۔ داڑھی شریف ہر سمت سے ایک مٹھی تھی۔ مٹھی بھر سے زائد کو کاٹ لیا کرتے تھے۔ مونچھیں جانبَین سے لمبی تھیں، مگر لبوں سے پست رکھتے تھے۔[2]

لباس:

شیخ الحدیث مفتی گل احمد خان عتیقی رحمۃ اللہ علیہ اتباعِ سنت اور اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ انتہائی سادہ لباس سفید کرتہ و شلوار استعمال فرماتے۔ کپڑے

---

[1] شیخ الحدیث مفتی گل احمد خان عتیقی، توضیحاتِ عتیقیہ اُردو شرح مناظرہ رشیدیہ، مکتبہ غوثیہ، کراچی، ۲۰۰۴ء، ص:۱۶

مقالہ: حیات و خدماتِ استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث مفتی گل احمد خان عتیقی، مقالہ نگار: مولانا محمد فزاہد (نگرانِ مقالہ: استاذ العلما قاری احمد رضا سیالوی)، تنظیم المدارس اہلِ سنت پاکستان، ۲۰۲۴ء، ص:۱

[2] صاحب زادہ عُزیر احمد رومی، قلمی تحریر برائے مجلہ النظامیہ، مؤرخہ: 16.04.2024

کی ٹوپی اور گاہے گاہے قراقلی ٹوپی اور ہری دستار زیبِ سر ہوتی، عمر کے آخری حصہ میں سفید دستار کا استعمال زیادہ فرمانے لگے تھے۔ ساتھ سفید، کلیجی یا نسواری رنگ کا پٹکا سر اور شانوں پر رکھتے تھے۔ سردیوں میں سیاہ اچکن زیرِ استعمال رہتی۔

گھر میں بھی سفید لباس کے ساتھ کپڑے والی ٹوپی استعمال فرماتے تھے۔ کبھی کبھار سفید کے علاوہ اور رنگ کا لباس پہن لیا کرتے تھے۔[1]

خاندانی تعارف:

آپ کی قوم کھکھہ راجپوت ہے، جو کشمیر کے شاہی خاندانوں میں سے ایک ہے۔ قدیم دَور میں حکومت اِنھیں راجپوتوں کے پاس ہوتی تھی۔ دورِ حاضر میں بھی راجپوت قوم کا کشمیر کی سیاست میں اہم عمل دخل ہے۔

شیخ الحدیث مفتی محمد گل احمد خان عتیقی علیہ الرحمہ کے دادا کا نام زبردست خان تھا، جو متبعِ شریعت و نمازِ تہجد کے پابند بزرگ تھے۔ گاہے ساری رات نوافل میں گزار دیتے تھے۔ آپ بچپن میں اکثر اپنے داداجان کی صحبت میں رہتے، وہ آپ کو کھانا بھی اپنے ساتھ کھلاتے اور کھانے پینے کے آداب بھی سکھلاتے۔

اُنھوں نے گاؤں میں ایک دینی مدرسہ قائم فرمایا تھا۔ مدرس مولانا شاہ حسین صاحب تھے جو قصور کے رہائشی تھے۔ مدرسہ میں تقریباً ۳۰ طلبہ زیرِ تعلیم تھے، گھر

---

[1] توضیحاتِ عتیقیہ اردو شرح مناظرہ رشیدیہ، ص: ۱۳۰

قلمی تحریر صاحب زادہ عزیر احمد رومی برائے مجلہ النظامیہ، مؤرخہ: 16.04.2024

کے تمام افراد بھی درس میں شریک ہوتے تھے۔ طلبہ اور استاذ محترم کے تمام اخراجات داداجان اٹھاتے تھے۔

تعلیم و تعلم کا سلسلہ کنزالد قائق تک ہی پہنچا تھا کہ آپ کے داداجان اور مولانا شاہ حسین صاحب کا وصال ہو گیا اور یہ سلسلہ منقطع ہو گیا، البتہ وہاں مدرسہ برائے ناظرہ قرآنِ کریم اور مسجد گلزارِ مدینہ قائم ہے، جس کی کچھ تعمیر قبلہ عتیقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش پر ایّامِ علالت میں ہوئی اور کچھ کام ابھی باقی ہے۔

آپ کے داد جان پر بہت مرتبہ غشی طاری ہو جاتی تھی، جب بھی ہوش آتا تو پوچھتے: مکروہ وقت تو نہیں ہے؟ بتایا جاتا کہ مکروہ وقت نہیں ہے تو فرماتے: پانی لاؤ! وضو فرماتے اور جس نماز کا وقت ہوتا وہ نماز ادا کرتے۔ آپ کو نماز کے ساتھ انتہائی محبت و الفت تھی، حتیٰ کہ آپ کا وصال مبارک بھی نماز کی حالت میں ہوا۔

داداجان کے وصال کے بعد دادی جان، والدِ محترم، والدہ صاحبہ اور تایا جان راجا محمد ابراہیم خان آپ کی تربیت فرماتے رہے۔

داداجان کے بڑے بھائی کا نام راجا عبد اللہ خان تھا، وہ کسی استاذ کے پاس پڑھے ہوئے نہیں تھے، مگر مسائلِ دینیہ پر کافی دسترس حاصل تھی۔ ان کے بارے میں مشہور تھا کہ اِنہیں علم لدنی حاصل ہے۔

"بکوٹ شریف" کے حافظ محمد خان صاحب اپنے وقت کے بڑے بزرگ سمجھے جاتے تھے، ان کے تعارف کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ مولانا انور شاہ کشمیری جیسے لوگ بھی ان کی روحانی عظمت کے پیشِ نظر ان کے پاس جاتے رہے۔ اُن کی راجا عبد اللہ

خان صاحب کے گھر میں بہت زیادہ آمد ورفت رہتی تھی؛ کیوں کہ وہ راجگان کے پیر سمجھے جاتے تھے۔

ایک مسئلہ میں حافظ محمد خان صاحب اور راجا صاحب کی باہم گفتگو ہو رہی تھی، حافظ جی نے پوچھا: اگر کوئی شکاری کسی جانور کا شکار کر کے اُسے ذبح کرتا ہے، مگر اس کو یہ معلوم نہیں کہ ذبح کے وقت جانور مر چکا تھا یا زندہ تھا... تو جانور کو حلال جانیں گے یا حرام؟ تین دن تک بحث و تکرار ہوتی رہی، آخر میں راجا صاحب نے کہا: جانور ذبح کرنے سے پہلے اگر اس کے بال جسم سے ملے تھے (بیٹھے ہوئے تھے) اور ذبح کرتے وقت کھڑے ہو گئے یا پہلے کھڑے تھے ذبح کرتے وقت بیٹھ گئے تو جانور حلال ہے... اگر ذبح کرنے سے پہلے بال جسم سے ملے ہوئے تھے اور ذبح کے وقت بھی اسی حالت میں رہے یا ذبح سے پہلے بال کھڑے تھے اور ذبح کے وقت بھی ایسے ہی رہے تو وہ حلال نہیں۔ چنانچہ حافظ جی نے فرمایا: آج کے بعد آپ میرے استاذ اور میں آپ کا شاگرد۔

راجا عبد اللہ خان صاحب قرآنِ مجید کی کتابت بھی فرماتے تھے۔ آپ کا وصال مبارک قرآنِ کریم لکھتے ہوئے ہوا۔ یہ قرآنِ مجید خاندان میں محفوظ تھا۔ 2005ء کے زلزلہ کے دوران مکانات کے منہدم ہو جانے سے دیگر کثیر نوادرات کے ساتھ ساتھ یہ نسخۂ قرآنی بھی کھو گیا۔

ان دونوں بزرگوں: راجا زبردست خان اور راجا عبد اللہ خان کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر نوازا تھا۔ اب بھی گاؤں میں اگر کسی کے جانور بیمار ہو جائیں تو ان کی قبور کے اوپر سے گھاس کاٹ کر انھیں ڈالی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ شفا عطا فرما دیتا ہے۔

خاندانِ عتیقی کے دیگر افراد، خصوصًا تائے: راجا ابراہیم خان، راجا علی بہادر خان، راجا یعقوب خان اور چچے: راجا ایوب خان، راجا شریف خان، راجا اقبال خان... سب ہی علمی ذوق رکھنے والی شخصیات تھیں۔

شیخ الحدیث مفتی محمد گل احمد خان عتیقی رحمۃ اللہ علیہ کے والدِ گرامی کا نام راجا علی حیدر خان تھا۔ آپ انتہائی شریف النفس انسان تھے، صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ زیادہ وقت زمین داری میں مصروف رہتے تھے۔

شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ بھی انتہائی نیک خاتون تھیں۔ اُن کی قبر شریف متأثر ہونے کی وجہ سے تدفین کے تقریباً 34 سال بعد مرمت وغیرہ کا اہتمام کیا گیا تو کام کروانے والے حضرات کے مطابق کفن بحمد اللہ صحیح سلامت تھا۔

شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ سات بھائی ہیں، جن کے اسمائے گرامی بالترتیب یوں ہیں: راجا فیض زمان خان رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث عتیقی رحمۃ اللہ علیہ، راجا یوسف خان، راجا عبد القیوم خان رحمۃ اللہ علیہ، مولانا راجا نعمت اللہ خان ضیائی، راجا علی احمد خان اور راجا افراہیم خان۔

والد صاحب کی وفات کے بعد والدہ ماجدہ نے سات بچوں کی پرورش بڑی مشکل سے کی۔ شیخ الحدیث علیہ الرحمہ کو والدہ ماجدہ سے شدید محبت تھی، 1984ء میں اُن کے سانحۂ ارتحال کے بعد آپ کی نظر کمزور ہونا شروع ہو گئی اور داڑھی اور سر مبارک کے بال سفید ہونا شروع ہو گئے۔

شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کا ماحول دینی تھا، دراصل گھرانے پر غوث الوقت مجاہدِ تحریکِ آزادیٔ کشمیر پیر طریقت جناب سید اصغر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت کا رنگ

چڑھا ہوا تھا۔ آپ کے گھر اکثر علماء و مشائخ کی آمد و رفت رہتی تھی، علمی بحث و مباحثے ہوتے رہتے، بعض اوقات پوری پوری رات مختلف مسائل پر بحث و مباحثہ چلتا رہتا۔

شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ دورانِ تعلیم جب بھی گھر جاتے تو والدہ محترمہ اور تایا جان امتحاناً آپ سے اسباق وغیرہ کے بارے میں سوالات کرتے۔ ایک مرتبہ والدہ ماجدہ نے "پند نامہ" کے مصرع "قولِ اُو را لَحْن نَے آواز نَے" کا مطلب پوچھا تو آپ کما حقہٗ وضاحت نہ کر سکے، پھر تایا جان نے بھی اتفاقاً اسی مصرع کا مطلب پوچھا، تسلی بخش جواب نہ آنے پر علیحدگی میں فرمایا: بیٹے! یک مَنْ علم را دہْ مَنْ عقل باید۔ [1]

ابتدائی تعلیم:

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر میں حاصل کی، بعد ازاں محلے کی مسجد کے امام مولوی محمد شریف صاحب سے کچھ پارے ناظرۂ قرآنِ مجید پڑھا۔

آپ کے چچا راجا ایوب خان سکول ٹیچر تھے، آپ نے ابتدائی کلاسیں چوتھی جماعت تک گھر میں چچا جان سے ہی پڑھیں، پرائمری کا امتحان گھر کے قریبی سکول بانڈی سیداں میں دیا۔ چھٹی جماعت کے لیے نیلی، جہاں آپ کے ماموں کا گھرانہ تھا، وہاں قریب ہٹیاں بالا سکول میں داخلہ لیا، گرمیوں کی چھٹیوں تک وہاں زیرِ تعلیم

---

[1] توضیحاتِ عتیقیہ اردو شرح مناظرہ رشیدیہ، ص:۱۴۔۱۵

مقالہ: حیات و خدماتِ استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث مفتی گل احمد خان عتیقی، ص:۱۔۲

قلمی تحریر صاحب زادہ عزیز احمد رومی برائے مجلہ النظامیہ، مؤرخہ: 16.04.2024

رہے۔ چھٹیوں کے بعد بانڈی سیداں کے سکول کے لوئر مڈل ہونے کی وجہ سے دوبارہ وہاں داخل ہو کر ساتویں جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ چھٹی جماعت کا امتحان پاس کرنے تک والد صاحب کا سایہ سر سے اُٹھ چکا تھا۔

ابتدائی تعلیم کے اساتذہ میں آپ ماسٹر صدر الدین صاحب، ماسٹر علی حیدر صاحب اور سید یوسف شاہ صاحب سے بہت متأثر تھے۔

ماسٹر صدر الدین صاحب کے گھر آپ کے گھر والوں کی بہت آمد و رفت رہتی تھی اور انہیں تحائف بھی پیش کیے جاتے تھے۔ وہ نماز کے بہت پابند تھے اور اپنے عصا کے ذریعے نماز پڑھواتے اور کوئی عذر قبول نہ فرماتے۔

ماسٹر علی حیدر صاحب متبعِ شریعت تھے اور بن سیکھے بہترین کاتب بھی تھے۔ وہ آزاد کشمیر کے ماہنامہ رسالہ انوارِ اولیاء، مظفر آباد کی کتابت کرتے رہے۔[1]

علومِ دینیہ کا حصول:

شیخ الحدیث علیہ الرحمہ 1958ء میں والدہ ماجدہ کے حکم سے والدِ محترم کی وصیت کے مطابق سکول کی تعلیم چھوڑ کر جامعہ تعلیم الاسلام، جہلم تشریف لے گئے، یہاں آپ کے علاقہ کے اور طلبہ بھی پڑھتے تھے، نیز والدِ گرامی بیماری کی حالت میں

---

[1] توضیحاتِ عتیقیہ اردو شرح مناظرہ رشیدیہ، ص:۱۶۔۱۷

مقالہ: حیات و خدماتِ استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث مفتی گل احمد خان عتیقی، ص:۲۔۳

قلمی تحریر صاحب زادہ عزیر احمد رومی برائے مجلہ النظامیہ، مؤرخہ: 16.04.2024

آپ کو فرمایا کرتے تھے: ”جہلم جاسیں، قدر پاسیں“، یعنی جہلم شریف جاؤ گے تو تمھیں قدر و منزلت نصیب ہو گی۔ جامعہ تعلیم الاسلام میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ داخلہ کے ایّام گزر چکے ہیں، چنانچہ داخلہ نہ مل سکا۔

آپ رختِ سفر باندھ کر لاہور پہنچے اور جامعہ گنج بخش میں داخلہ لے کر اُستاذ القراء والحفاظ قاری محمد طیب صاحب سے قرآنِ پاک کا تلفظ ٹھیک کیا اور سورہ یٰسٓ، سورۂ ملک اور تیسویں پارے کا نصفِ آخر یاد کیا۔

پھر صوفی محمد بشیر صاحب کے مشورہ سے گوجرانوالہ جا کر نباضِ قوم مولانا حاجی ابو داؤد محمد صادق رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ سراج العلوم میں داخلہ لے کر سکندر نامہ تک فارسی مولانا مفتی محمد عبد اللہ مردانوی صاحب سے پڑھی اور صرف کی ابتدائی کتب مولانا عبد اللطیف صاحب سے پڑھیں۔

بعد ازاں راول پنڈی جا کر جامعہ غوثیہ شمسیہ رضویہ، بھابڑا بازار میں داخلہ لے کر مولانا سید غلام محی الدین شاہ صاحب سے رسائلِ منطق وغیرہ اور مولانا سید حسین الدین شاہ صاحب سے مراح الارواح وغیرہ کتب پڑھیں۔

اِسی سال جامعہ رحمانیہ، ہری پور ہزارہ میں شیخ الحدیث مولانا پیر سید زبیر شاہ صاحب سے علم الصیغہ، ہدایۃ النحو، نور الانوار اور مولانا عبد العزیز صاحب سے کچھ قانونچہ اور اوسط وغیرہ کتب پڑھیں۔ آخرِ سال میں دار العلوم انوریہ، ڈھینڈہ ہری پور میں مولانا محمد الیاس کاشمیری سے قدوری، قانونچہ اور نظمِ مأۃ کے چند اسباق پڑھے۔ چھٹیوں کے بعد گھر پہنچے۔ پھر دوبارہ مولانا الیاس سے مزید پڑھنا چاہا تو گھر والوں نے

بدعقیدگی کی وجہ سے ان سے مزید پڑھنے سے روک دیا۔

اسی سال رمضان کی چھٹیوں میں بوسال سکھا، گجرات پہنچ کر نظم مأۃ مع ترکیب اور قانونچہ کامروی اور سات پارے ترجمہ مولانا فضل الرحمٰن ہزاروی سے پڑھے۔ پھر دوبارہ گوجرانوالہ میں مولانا محمد عبداللہ مردانوی سے شرح تہذیب و شرح عقائد وغیرہ کتب کے آخری حصے پڑھے۔

ازاں بعد لاہور پہنچ کر جامعہ نظامیہ رضویہ میں داخلہ لیا، آپ جامعہ نظامیہ رضویہ میں اپنے استاذِ گرامی قبلہ شارحِ بخاری علیہ الرحمہ کی دعوت پر حاضر ہوئے تھے؛ کیونکہ انہوں نے مدرسہ سراج العلوم، گوجرانوالہ میں امتحان لیا تھا جس میں آپ کو اچھا پایا تو دعوت دی کہ میرے مدرسہ میں آکر تعلیم حاصل کریں۔ شیخ الحدیث والتفسیر جامع المعقول والمنقول علامہ غلام رسول رضوی علیہ الرحمہ سے آپ نے رسائلِ منطق تا مرقات، کافیہ و کنزالدقائق اور بقیہ نور الانوار وغیرہ کتب پڑھیں۔ محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد قبلہ شیخ الحدیث علیہ الرحمہ کے فیصل آباد تشریف لے جانے کے سبب آپ نے مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی علیہ الرحمہ سے جامی، میبذی اور شرح تہذیب کے چند اسباق پڑھے۔

پھر جامعہ نظامیہ رضویہ سے جامعہ مظفریہ، واں بچھراں میں سند المدرسین علامہ اللہ بخش واں بچھروی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بقیہ جامی، قطبی، میر قطبی اور مقامات وغیرہ کتب پڑھیں اور مولانا محمد عبداللہ جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ سے شرح وقایہ وغیرہ کتب پڑھیں۔

اسی سال سالانہ تعطیلات کے دوران جامعہ قاسمیہ، فیصل آباد میں سہ ماہی تبلیغی کورس کیا۔

پھر ۱۹۶۳-۶۴ء میں مدرسہ عربیہ دارالہدیٰ، چوکیرہ، ضلع سرگودھا میں مولانا عبدالرشید جھنگوی کے دس سالہ استاذ مولانا سید احمد شاہ بخاری چوکیروی سے حسامی، ہدایہ اولَین، شرح عقائد، عبدالغفور، متن متین وغیرہ کتب پڑھیں۔ مولانا عبدالرشید کے دوسرے استاذ مولانا قطب الدین اچھالوی صاحب سے سُلَّم، مُسَلَّم الثُّبوت، میبذی، ملا حسن، صدرا، حمد اللہ اور شمسِ بازغہ وغیرہ کتب پڑھیں اور مولانا سید محمد حسین شاہ سے مختصر المعانی اور مطول وغیرہ کتب پڑھیں۔ مولانا سید احمد شاہ چوکیروی سے اہلِ تشیع سے مناظرہ کی تربیت بھی حاصل کی۔

چوکیرہ میں مرزائیوں کے خلاف ایک مناظرہ طے پایا، مناظر مولانا سید احمد شاہ چوکیروی مقرر ہوئے، مولانا قطب الدین صاحب اور مولانا سید محمد حسین شاہ صاحب معاون تھے۔ مناظرہ کی تیاری بڑے زوروں پر تھی۔ شیخ زادہ کی ایک عبارت سے بظاہر مرزائیوں کی تائید ہوتی تھی۔ قبلہ عتیقی صاحب علیہ الرحمہ نے بحیثیت طالب علم جب شیخ زادہ کی اس عبارت کا مطلب بیان کیا تو اساتذہ نے آپ کو بھی مُعاون بنالیا۔ 1965ء کی جنگ میں آپ چوکیرہ میں ہی تھے۔

پھر دوبارہ گوجرانوالہ جاکر قلعہ دیدار سنگھ میں مولانا قاضی عصمت اللہ صاحب سے دورۂ قرآن پڑھا۔ پھر نصرت العلوم میں داخلہ لیا، مگر مدرسہ عربیہ، جھوک وینس، ضلع ملتان سے تمام اسباق شروع کروانے کی یقین دہانی پر وہاں چلے گئے اور مولانا محمد امیر

صاحب ملتانی سے توضیح، قاضی، امورِ عامہ، خیالی، ہدایہ اخیرَین، بیضاوی وغیرہ اسباق پڑھے اور اسی دوران شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی علیہ الرحمہ سے جلالین کے چند اسباق پڑھے۔

جھوک وینس میں شدید ترین بیماری کی وجہ سے جب بظاہر بچنے کی امید نہ رہی تو نذر مانی کہ صحت یابی کی صورت میں آئندہ سال دورۂ حدیث شریف پڑھنا ہے۔ جس دن زندگی سے نا اُمید ہو کر دوائیاں باہر پھینکوائیں، اُسی دن سے صحت یابی شروع ہوگئی۔ شفا بخشی پر جامعہ رضویہ، فیصل آباد دورۂ حدیث شریف کے لیے شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، بظاہر اُن سے داخلہ ملنے کی امید معلوم نہ ہوئی تو لاہور آگئے اور جامعہ اشرفیہ میں داخلہ لے کر مولانا رسول خاں سے ترمذی شریف، مولانا محمد ادریس کاندھلوی سے بخاری شریف، مولانا محمد عبید اللہ سے طحاوی شریف، مولانا عبد الرحمٰن سے مسلم شریف اور مفتی محمد جمیل احمد سے ابوداؤد شریف، قراء سے قراءت اور قاری محمد طیب، مہتمم دارالعلوم دیوبند سے مؤطا امام محمد کی چند احادیث پڑھیں۔

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں تدریس کے دوران 1972ء میں رمضان المبارک کی تعطیلات میں استاذ الاساتذہ ملک المدرسین علامہ عطا محمد چشتی بندیالوی گولڑوی کے کاشانۂ اقدس میں پہنچ کر علوم وفنون میں استفادہ کیا۔

جامعہ نظامیہ رضویہ اور جامعہ نعمانیہ میں تدریس کے دوران بعد نمازِ عصر وعشا مفتیٔ اعظم پاکستان ابوالبرکات مولانا سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر

صحاح ستہ کا درس لیا اور 14 جون 1975ء کو سندِ حدیث حاصل کی اور تنظیم المدارس کے شہادۃ العالمیہ کے امتحان میں ممتاز مع الشرف کے درجہ میں کامیاب ہوئے۔[1]

دورِ طالبِ علمی کے چند نصیحت آموز واقعات:

شیخ الحدیث مفتی محمد گل احمد خان عتیقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک انٹرویو میں فرمایا: جب میں سرگودھا میں پڑھتا تھا اس وقت ہماری کلاس کے 32 طلبہ تھے۔ "خیالی" کے فقط دو نسخے تھے: ایک استاذ صاحب کے پاس ہوتا اور ایک تمام طالبِ علموں کے پاس تھا۔ تمام طالبِ علم اس ایک کتاب سے باری باری مطالعہ کرتے، میری باری رات 12 بجے سے ایک بجے تک آتی تھی، پھر بھی سبق کا مطالعہ کر کے سوتا تھا۔

نصیحت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: کوئی بھی آدمی پیر اُس وقت بنتا ہے جب وہ راتوں کو جاگ کر اللہ ھو کی ضرب لگاتا ہے، اسی طرح طالبِ علم اگر ماہر عالمِ دین بننا چاہتا ہے تو اُسے راتوں کو جاگ کر مطالعہ کرنا پڑے گا۔

دورانِ طالبِ علمی گھر والوں نے آپ کی شادی آپ کے چچا کی بیٹی سے کروانا چاہی، فرماتے ہیں: مَیں نے سوچا کہ اگر میں نے شادی کرلی تو چچا کی زمین اتنی زیادہ ہے وہ مجھے سنبھالنی پڑے گی، اس طرح میں دین سے محروم ہو جاؤں گا؛ چنانچہ گھر والوں

---

[1] توضیحاتِ عتیقیہ اردو شرح مناظرہ رشیدیہ، ص:۱۷تا۲۰

مقالہ: حیات وخدماتِ استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث مفتی گل احمد خان عتیقی، ص:۳تا۶

صاحب زادہ عزیر احمد رومی، قلمی تحریر برائے مجلہ النظامیہ، موٴرخہ: 16.04.2024

سے رابطہ منقطع کر دیا۔ آپ کے گاؤں کا ایک ساتھی آپ کے ساتھ پڑھتا تھا، اُس سے کہا: میں وفات پا گیا تو میری کتابیں تم سنبھال لینا۔

مزید فرمایا: دورانِ طالبِ علمی میرے پاس ایک بکس، ایک سرہانہ اور ایک دری تھی، مَیں وہ لے کر جامعہ اشرفیہ گیا۔ وہاں انہوں نے پوچھا: کس مدرسہ سے پڑھ کر آئے ہو؟ میں نے بتایا: چوکیرہ سرگودھا سے آیا ہوں۔ انہوں نے ٹیسٹ لیا، مجھ سے پہلا سوال کیا کہ "متّفق علیہ" حدیث کس کو کہتے ہیں؟ مَیں نے کہا: کوئی مشکل سوال کریں، یہ کیا بچوں والے سوال کر رہے ہیں؟ یہ مشکوٰۃ شریف کی کتاب آپ کے سامنے موجود ہے، کھول کر کہیں سے عبارت پڑھوائیں اور ائمہ کا اختلاف پوچھیں۔ انہوں نے پھر مجھ سے جلالین کے بارے میں سوال کیا کہ "جلالین" کو جلالین کیوں کہتے ہیں؟ اِس پر بھی مَیں نے یہی جواب دیا۔ اس طرح کچھ اور سوالات انہوں نے کیے، مَیں نے صحیح جواب دے دیے، چنانچہ مجھے وہاں داخلہ مل گیا۔

بچپن سے ہی آپ میں خودداری کا وصف اعلیٰ شان کے ساتھ موجود تھا۔ فرماتے ہیں: مَیں گوجرانوالہ میں ابو داؤد مولانا محمد صادق رضوی علیہ الرحمہ کے مدرسہ سراج العلوم میں زیرِ تعلیم تھا، وہاں کھانے کا بندوست نہیں تھا۔ طلبہ بازار یا گھروں سے کھانا مانگ کر لایا کرتے تھے۔ میرے داخلے کے لیے حافظ بوٹا صاحب کو بلایا گیا، انہوں نے میری ڈیوٹی لگائی کہ ناشتا اور کھانا فلاں فلاں جگہ سے لانا ہے، دوسرے دن میں کھانا لینے نہیں گیا، کچھ دن بعد محلے والے شکایت لائے کہ ہمارے کھانے میں کیا نقص ہے جو اُسے کوئی لینے نہیں آتا، دیگر گھروں سے کھانا جا رہا ہے، تفتیش شروع ہوئی

تو پتا چلا کہ میں کھانا نہیں لاتا، استفسار کیا گیا تو میں نے کہا: مَیں بھوکا رہنا برداشت کروں گا، لیکن چھابی اٹھا کر کھانا لینے نہیں جا سکتا، مَیں کہیں اور چلا جاؤں گا۔

زمانۂ طالبِ علمی میں جب کہ آپ کے والدِ محترم کا سایہ آپ کے سر سے اُٹھ گیا تو آپ کے پاس اخراجات کے لیے پیسے نہیں ہوتے تھے، لیکن کبھی کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلایا؛ بلکہ قرض لے کر علم حاصل کرتے رہے۔ جب آپ مسندِ تدریس پر جلوہ افروز ہوئے تو خود ہی وہ قرض اُتارا۔[1]

عتیقِ ملّت علیہ الرحمہ کے اساتذۂ کرام:

شیخ الحدیث مفتی گل احمد خان عتیقی رحمۃ اللہ علیہ نے ملکِ پاکستان کے ماہر و تجربہ کار اساتذہ و شیوخ سے استفادہ کیا۔ آپ نے اہتمام کیا کہ ہر فن میں اُس کے مشّاق استاذ سے ہی مہارت حاصل کی جائے، چنانچہ آپ نے کئی سو کلو میٹر کے پیدل سفر بھی فرمائے، جن میں گجرات بوسال سکھا سے گوجرانوالہ تک اور گوجرانوالہ سے واں بچھراں تک کا طویل سفر شامل ہے۔ آپ کے مدارسِ دینیہ کے اساتذہ و شیوخ مع اسمائے مدارس / مقام (جہاں زیرِ تعلیم رہے)، ترتیبِ زمانی کے اعتبار سے درج ذیل ہیں:

⟸ استاذ القراء والحفاظ قاری محمد طیب، جامعہ گنج بخش، لاہور

---

[1] مقالہ: حیات و خدماتِ استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث مفتی گل احمد خان عتیقی، ص:۶۔۷

صاحب زادہ عزیر احمد رومی، قلمی تحریر برائے مجلہ النظامیہ، مؤرخہ: 16.04.2024

توضیحاتِ عتیقیہ اردو شرح مناظرہ رشیدیہ، ص:۱۲

⟸ نباضِ قوم مولانا ابو داؤد محمد صادق رضوی، مدرسہ سراج العلوم، گوجرانوالہ

⟸ استاذ العلما مولانا مفتی محمد عبد اللہ مردانوی، مدرسہ سراج العلوم، گوجرانوالہ

⟸ استاذ العلما مولانا عبد اللطیف، مدرسہ سراج العلوم، گوجرانوالہ

⟸ شیخ الحدیث علامہ سید غلام محی الدین شاہ، جامعہ غوثیہ شمسیہ رضویہ، راول پنڈی

⟸ شیخ الحدیث مولانا سید حسین الدین شاہ، جامعہ غوثیہ شمسیہ رضویہ، راول پنڈی

⟸ شیخ الحدیث مولانا پیر سید محمد زبیر شاہ، جامعہ رحمانیہ، ہری پور ہزارہ

⟸ استاذ العلما مولانا عبد العزیز، جامعہ رحمانیہ، ہری پور ہزارہ

⟸ مولانا محمد الیاس کاشمیری، دار العلوم انوریہ، ڈھینڈہ ہری پور

⟸ استاذ العلما مولانا فضل الرحمٰن ہزاروی، بوسال سکھا، گجرات

⟸ شیخ الحدیث والتفسیر جامع المعقول والمنقول علامہ غلام رسول رضوی، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

⟸ مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

⟸ سند المدرسین علامہ اللہ بخش واں بچھروی، جامعہ مظفریہ، واں بچھراں

⟸ استاذ العلما مولانا محمد عبد اللہ جھنگوی، جامعہ مظفریہ، واں بچھراں

⟸ استاذ العلما مولانا سید احمد شاہ بخاری چوکیروی، مدرسہ عربیہ دارالہدٰی، چوکیرہ، ضلع سرگودھا

⟸ استاذ العلما مولانا سید محمد حسین شاہ، مدرسہ عربیہ دارالہدٰی، چوکیرہ، سرگودھا

⟸ استاذ العلما مولانا قطب الدین اُچھالوی، مدرسہ عربیہ دارالہدٰی، چوکیرہ، سرگودھا

⟸ استاذ العلما مولانا قاضی عصمت اللہ، قلعہ دیدار سنگھ، گوجرانوالہ

⟸ استاذ العلما مولانا محمد امیر ملتانی، جھوک وینس، ضلع ملتان

⟸ شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی

⟸ مولانا غلام رسول خاں، جامعہ اشرفیہ، لاہور

⟸ مولانا محمد ادریس کاندھلوی، جامعہ اشرفیہ، لاہور

⟸ مفتی جمیل احمد تھانوی، جامعہ اشرفیہ، لاہور

⟸ مولانا محمد عبید اللہ، جامعہ اشرفیہ، لاہور

⟸ مولانا عبد الرحمٰن اشرفی، جامعہ اشرفیہ، لاہور

⟸ مولانا قاری محمد طیب، جامعہ اشرفیہ، لاہور

⟸ استاذ الاساتذہ ملک المدرسین علامہ عطا محمد چشتی گولڑوی، جامعہ مظہریہ امدادیہ، بندیال شریف

⟸ مفتیٔ اعظم پاکستان ابو البرکات مولانا سید احمد شاہ قادری، حزب الاحناف، لاہور

عتیقِ ملّت علیہ الرحمہ کی تدریسی خدمات

پہلی تدریس گاہ۔۔۔جامعہ رضویہ مظہر الاسلام، فیصل آباد

شیخ الحدیث مفتی گل احمد خان عتیقی علیہ الرحمہ نے 1967ء میں جامعہ رضویہ مظہر الاسلام، فیصل آباد سے بحیثیتِ صدر مدرس تدریس کا آغاز کیا۔ ڈیڑھ سال تک آپ وہاں تدریس فرماتے رہے۔

جامعہ رضویہ میں تدریس کا آغاز یوں ہوا کہ سلسلۂ تعلیم مکمل ہو جانے کے بعد آپ کو جامعہ رضویہ، فیصل آباد سے تدریس کی دعوت آئی؛ لیکن وہاں پہنچنے میں کچھ تاخیر ہو گئی۔ دوسری طرف آپ کا رابطہ مفتیٔ اعظم پاکستان سید ابو البرکات شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہو گیا، انہوں نے خط بھیجا کہ آپ نے تدریس کے لیے ساہیوال کے قریب ایک جگہ جانا ہے، آپ لاری اڈا پہنچے، وہ خط بھی ساتھ تھا، وہاں آپ کی ملاقات اپنے استاذِ محترم شارحِ بخاری علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی، انہوں نے صورتِ حال پوچھی تو بتایا کہ سید صاحب نے یہ خط بھیجا ہے، ساہیوال تدریس کے لیے جا رہا ہوں۔ فرمایا: ہمیں فیصل آباد میں ایک مدرس کی ضرورت ہے، آپ کو دو دن انتظار کرنا پڑے گا، چنانچہ استاذ صاحب آپ کو واپس لے آئے اور سریاں والے بازار میں اپنے ایک شاگرد کے پاس دو دن رہنے کے لیے فرمایا۔ دو دن بعد آپ جامعہ رضویہ تشریف لے گئے، سادہ دستار و سادہ لباس میں ملبوس تھے، دفتر میں مأمور قبلہ مفتی اسلم صاحب نے طالبِ علم سمجھ کر فرمایا: ''داخلہ فارم لے لیں''، اتنی دیر میں استاذ صاحب علیہ الرحمہ تشریف لے آئے، ساتھ صاحب زادہ قاضی فضلِ رسول علیہ الرحمہ بھی تھے۔ فرمایا: یہ ہمارے ادارے کے صدر مدرس ہیں، آپ نے ان کو یہاں بٹھایا ہوا ہے! مفتی اسلم صاحب نے عرض کی: اِنہوں نے مجھے بتایا ہی نہیں۔ بعد ازاں آپ کو ایک کمرہ دے دیا گیا، جہاں آپ نے رہائش اختیار فرمائی۔

جامعہ رضویہ میں قیام کے دوران آپ کے پاس چند جوڑے کپڑوں کے تھے۔ جمعہ کی چھٹی ہوتی تو کسی غیر معروف مسجد میں چلے جاتے، وہاں کپڑے دھو کر خشک

ہونے کے لیے رکھ دیتے، پھر ایک سوٹ پہن لیتے اور دوسرا دھو لیتے، جب سب سوکھ جاتے تو اچھی طرح تہ لگا کر واپس تشریف لے آتے، کوئی استری وغیرہ کا انتظام نہ تھا۔

دوسری تدریس گاہ۔۔۔ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

علامہ عتیقی علیہ الرحمہ جامعہ رضویہ مظہر الاسلام، فیصل آباد میں ڈیڑھ سال تدریس فرمانے کے بعد 1969ء تا 1973ء ساڑھے چار سال تک جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں مدرس رہے۔

تیسری تدریس گاہ۔۔۔ جامعہ نعمانیہ، لاہور

جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں تدریس کے جوہر دکھانے کے بعد تقریباً ڈیڑھ سال 1975ء تک اہلِ سنت کی قدیم دینی درس گاہ دار العلوم انجمن نعمانیہ، لاہور میں مسندِ تدریس پر فائز رہے۔

جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

1975ء میں واپس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور تشریف لے آئے اور 1976ء تک ایک سال تدریسی خدمات انجام دیں۔

جامعہ رضویہ مظہر الاسلام، فیصل آباد

1976ء میں آپ بارِ دگر جامعہ رضویہ، فیصل آباد میں مدرس مقرر ہوئے اور تقریباً دس سال تک صدر مدرس ونائب مفتی کی حیثیت سے فرائض انجام دیتے رہے۔

ابتدائی طور پر وہاں ہر سال ملا حسن، حمد اللہ اور دیگر فنونِ آلیہ کی کتب کی تدریس فرمائی، چونکہ آپ پر دار الافتاء کی ذمہ داری بھی تھی؛ اس لیے ایک دن اپنے استاذِ گرامی

شارحِ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی: اب میں ملاحسن، حمد اللہ اور میبذی سے فتوٰی لکھا کروں گا! استاذِ گرامی کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی تو عرض گزار ہوئے: فتوٰی نویسی کا کام بھی میرے ذمہ ہے، لیکن نہ تو آپ نے مجھے کوئی حدیث شریف کی کتاب پڑھانے کے لیے دی ہے، نہ فقہ، تفسیر و اصولِ تفسیر کی۔ چنانچہ اسی سال استاذِ محترم نے آپ کو بیضاوی شریف، مشکوٰۃ شریف اور ہدایہ ثالث پڑھانے کے لیے حکم ارشاد فرمایا۔

پھر جامع ترمذی پڑھانے کا موقع ملا تو آپ نے اُس میں حد درجہ محنت کی۔ آپ نوجوان تھے اور دیگر شیوخ کو کتبِ احادیث پڑھاتے ہوئے ایک عمر گزر چکی تھی، تاہم آپ نے محنت سے اپنی صلاحیت کا لوہا منوایا۔

جامعہ نعمانیہ، لاہور

جامعہ رضویہ سے دس سال بعد 1985، 86ء میں جامعہ نعمانیہ، لاہور تشریف لے آئے اور تقریباً دو سال تدریسی فرائض سرانجام دیے۔

چوتھی تدریس گاہ۔۔۔ جامعہ ریاض المدینہ، گوجرانوالہ

آپ تقریباً 1987ء میں جامعہ ریاض المدینہ، گوجرانوالہ میں مسندِ تدریس پر جلوہ گر ہوئے اور دو سال تک تشنگانِ علم کو سیراب فرماتے رہے۔

جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

تیسری بار 1989ء میں ایک سال کے لیے جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں تدریس سے وابستہ رہے۔

پانچویں تدریس گاہ۔۔۔ جامعہ فاروقیہ رضویہ، فاروق آباد

1990ء میں قبلہ عتیقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جامعہ فاروقیہ رضویہ، فاروق آباد

تشریف لے گئے۔ وہاں شیخ الحدیث اور صدر المدرسین کے منصب پر فائز ہوئے۔

جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

1997ء کو آپ ایک مرتبہ پھر واپس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں تشریف لے آئے اور سنہ 2000ء تک تدریسی خدمات انجام دیں۔

چھٹی تدریس گاہ۔۔ دار العلم والعمل نقشبندیہ مجددیہ، ڈھانگری

جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور سے آپ دار العلم والعمل نقشبندیہ مجددیہ، آزاد کشمیر میں تشریف لے گئے اور 2005ء تک مسندِ تدریس کو رونق بخشی۔

ساتویں تدریس گاہ۔۔۔ جامعہ رسولیہ شیرازیہ، لاہور

2005ء میں آپ نے جامعہ رسولیہ شیرازیہ، لاہور میں بطور شیخ الحدیث تدریس شروع فرمائی اور شدید علالت تک شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔

آٹھویں تدریس گاہ۔۔۔ جامعہ ھجویریہ، داتا دربار، لاہور

2006ء میں جامعہ ہجویریہ، داتا دربار لاہور میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے اور 16 سال تک بخاری شریف پڑھانے کی سعادت حاصل کی۔[1]

---

[1] توضیحاتِ عتیقیہ اردو شرح مناظرہ رشیدیہ، ص:۳۰۔۳۱

مقالہ: حیات وخدماتِ استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث مفتی گل احمد خان عتیقی، ص:۲۶ تا ۲۸

صاحب زادہ عزیر احمد رومی، قلمی تحریر برائے مجلہ النظامیہ، مؤرخہ: 16.04.2024

مقالہ: جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے اساتذہ کی تصنیفی خدمات کا تحقیقی جائزہ، مقالہ نگار: حافظ مبشر سعید مرتضائی، (نگرانِ مقالہ: ڈاکٹر عابد ندیم)، جی سی یونیورسٹی لاہور، ۲۰۲۰ء، ص:۱۱۶

درس وتدریس کو سرکاری نوکری پر ترجیح دینا

صاحب زادہ عزیر احمد رومی والدِ گرامی کی زبانی ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں کہ 1974ء میں جب اسلامی سربراہی کانفرنس ہو رہی تھی، دہلی مسلم ہوٹل میں آزاد کشمیر کے وُزرا اور سیکرٹریز ٹھہرے ہوئے تھے، مولانا سید حبیب الرحمٰن شاہ (رجسٹرار وفاقی شرعی عدالت) اور مولانا سید محمد اشرف شاہ کاظمی مجھے بھی ساتھ دہلی مسلم ہوٹل لے گئے۔ عصر کے بعد سید مظفر حسین شاہ ندوی صاحب (ڈائریکٹر) کے پاس مفتیانِ عظام سر جھکائے بیٹھے تھے؛ کیونکہ وہ اُن کے ماتحت تھے اور صدر آزاد کشمیر سردار عبد القیوم خان صاحب ان سے عربی بول چال کی تربیت لیتے تھے۔ اس مجلس میں اُن کے استاذ مولانا صدر الدین رفاعی بھی موجود تھے، جن کی ریڈیو پاکستان میں اکثر تقاریر نشر ہوتی رہتی تھیں۔

رفاعی صاحب نے گفتگو میں کہا: اہلِ کتاب مشرکین سے زیادہ خطرناک ہیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا: لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنْفَكِّينَ حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ۔ یعنی ”کتابی کافر اور مشرکین اپنا دین چھوڑنے کو تیار نہ تھے جب تک کہ ان کے پاس روشن دلیل نہ آئے۔“ اور زیادہ خطرناک ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اہلِ کتاب کا ذکر پہلے آیا ہے اور مشرکین کا بعد میں۔ مَیں نے رفاعی صاحب کو کہا: ”واوٗ“ تو مطلق جمع کے لیے آتا ہے ترتیب کے لیے نہیں... یہ مطلب آپ نے کس قاعدے کے تحت بیان کیا ہے؟ تو رفاعی صاحب اس کا کوئی جواب نہ دے سکے۔

پھر انہوں نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے ایک حدیث شریف کے الفاظ میں تبدیلی کردی، مَیں نے درست الفاظ کے ساتھ حدیث شریف بیان کی۔ پھر ایک تاریخی واقعہ بیان کیا جو کہ غلط تھا، میں نے پھر تصحیح کی۔ میرے دائیں بائیں بیٹھے مفتیانِ عظام نے مجھے کہنیاں ماریں، کیونکہ اُن کے افسر اور استاذ کی سبکی ہو رہی تھی۔

اس کے بعد مولانا سید مظفر حسین شاہ نے جاتے ہوئے مجھے کہا: کمرہ نمبر 13 میں میری رہائش ہے کمرے کی چابی آپ لے لیں، رات آٹھ بجے کے بعد میں آجاؤں گا۔ رات کو ندوی صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا: آپ کی نائب ڈائریکٹر کی حیثیت سے تقرری کروادوں گا، مگر آپ کو ایک انٹرویو پاس کرنا ہو گا۔ میں نے کہا: ٹھیک ہے، مگر شرط یہ ہے کہ انٹرویو لینے والے میرے اساتذہ کے ہم پلہ ہوں۔ ندوی صاحب نے فرمایا: یہ تمام انتظام میں خود کرلوں گا، آپ میرے پاس پہنچ جایئے گا۔

حسبِ وعدہ میں مظفر آباد پہنچ گیا، مگر جب رکشا امورِ دینیہ کے دفتر کے سامنے رُکا تو میں نے سوچا کہ اگر میری تقرری ہو جاتی ہے تو تنخواہ بھی بہت ہو گی، سرکاری گاڑی بھی ملے گی، مگر درس و تدریس کا سلسلہ رک جائے گا؛ لہٰذا مَیں ندوی صاحب سے ملاقات کیے بغیر واپس چلا آیا۔ دوست احباب و تلامذہ نے زور دیا کہ ریٹائرمنٹ کے بعد پنشن لگ جائے گی اور ندوی صاحب کے بعد اگلے ڈائریکٹر آپ خود ہوں گے، لیکن میری طبیعت قائل نہ ہوئی۔

دو سال بعد دوبارہ ندوی صاحب جامعہ رضویہ مظہر الاسلام، فیصل آباد میں ملے اور دوبارہ پیش کش فرمائی، مگر میں نے اس پیش کش کو دوبارہ مسترد کر دیا۔[1]

---

[1] صاحب زادہ عزیر احمد رومی، قلمی تحریر برائے مجلہ النظامیہ، مؤرخہ: 16.04.2024

عتیقِ ملّت علیہ الرحمہ کے مشاہیر تلامذہ

شیخ الحدیث مفتی محمد گل احمد خان عتیقی علیہ الرحمہ نے ملکِ پاکستان کی معروف دینی درس گاہوں میں تدریسِ علومِ دینیہ کا شرف حاصل کیا۔ آپ نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز تقریباً 19 سال کی عمر میں 1967ء سے کیا اور یہ سلسلہ اکتوبر 2023ء تک جاری رہا، اس طرح آپ کی کل تدریسی زندگی تقریباً 57 سال پر محیط ہے۔

بلا شبہ و بلا مبالغہ اس عرصہ میں ہزاروں طالبانِ علم نے آپ سے اکتسابِ فیض کیا۔ یہاں فقط چند مشاہیر تلامذہ کے اسماذ کر کیے جاتے ہیں:

⟸ حافظِ ملّت جامع المعقول والمنقول علامہ حافظ محمد عبد الستار سعیدی، ناظمِ تعلیمات و شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

⟸ مصنفِ کتبِ کثیرہ شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد صدیق ہزاروی، شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ، لاہور

⟸ مولانا سید غلام مصطفیٰ عقیل بخاری علیہ الرحمہ، سابق مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور و مہتمم جامعہ مدینۃ العلم، رانا ٹاؤن، لاہور

⟸ مولانا محمد صادق علوی نقشبندی علیہ الرحمہ، سابق مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، مترجم جواہر البحار شریف

⟸ مولانا شیر محمد رضوی، خطیب مرکزی جامع مسجد لال کرتی، راول پنڈی

⟸ مولانا غلام یسین رضوی، پرنسپل جامعہ اسلامیہ، نیو جرسی، امریکہ

⟸ مولانا محمد سعید قمر، سینئر مدرس جامعہ امینیہ، فیصل آباد

⟸ مولانا خواجہ وحید احمد، خطیب نورانی مسجد، فیصل آباد

⟸ مولانا پیر سید فیض محی الدین شاہ، فیصل آباد

⟸ مولانا محمد کمال الدین، کوٹلہ عرب علی خان

⟸ مولانا محمد احسان اللہ، اُوگی ہزارہ

⟸ مصنفِ کتبِ کثیرہ مولانا محمد اظہار اللہ ہزاروی، سابق محقق رضا لائبریری جامعہ نظامیہ رضویہ

⟸ مولانا حبیب الرحمٰن، مدرس جامعہ رضویہ، فیصل آباد

⟸ مولانا قاضی محمد عبد الوحید ہزاروی، خطیب واہ کینٹ

⟸ مولانا محمد آصف ہزاروی، نبیرۂ شیخ القرآن ابو الحقائق علامہ عبد الغفور ہزاروی

⟸ مولانا محمد الطاف حسین نیروی، سابق نائب خطیب جامع مسجد داتا دربار و مترجم کشف المحجوب

⟸ مولانا نعمت اللہ خان ضیائی، برادرِ اصغر علامہ عتیقی علیہ الرحمہ

⟸ مولانا عبد الوحید عامر، سیالکوٹ

⟸ استاذ العلما مولانا محمد حنیف کشمیری، خطیب جامع مسجد محمدی المعروف نوری صاحب والی مسجد، لاہور

⟸ استاذ العلما مولانا ظہیر بٹ فریدی، شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

⟸ مولانا قاری محمد یاسین قادری شطاری ضیائی، مدرس جامعہ اسلامیہ، کامونکی

⟸ استاذ العلما مولانا شفیق الرحمٰن چشتی، مدرس و مہتمم جامعہ کنز الایمان، خانیوال

⟸ جانشینِ مفتیٔ اعظم پاکستان مولانا محمد عبد المصطفیٰ ہزاروی، مہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ و ناظمِ اعلیٰ تنظیم المدارس اہلِ سنت پاکستان

⟸ صاحب زادہ مولانا محمد انوار الرسول مرتضائی، نائب صدر مجلس علماء نظامیہ پاکستان

⟸ استاذ العلما صاحب زادہ مولانا خلیل احمد مرتضائی، مہتمم جامعہ مرتضائیہ، قلعہ شریف و سجادہ نشین آستانہ عالیہ قلعہ شریف

⟸ استاذ العلما ابو الحسان مولانا محمد طاہر تبسم قادری، شیخ الحدیث جامعہ حنفیہ غوثیہ، بھاٹی گیٹ لاہور و بانی ادارہ تعلیماتِ نبویہ

⟸ استاذ العلما قاضی ابو محمد خلیل احمد قادری، شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ، لاہور

⟸ استاذ العلما مولانا دل محمد چشتی، شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

⟸ استاذ العلما مولانا قاری احمد رضا سیالوی، سینئر مدرس و نائب ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

⟸ استاذ العلما حافظ و قاری مولانا محمد واحد بخش سعیدی، سینئر مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

⟸ استاذ العلما مفتی محمد قاسم مدنی، دار الافتاء اہلِ سنت، دعوتِ اسلامی

⟸ استاذ العلما مفتی محمد اکمل قادری، Qtv، کراچی

⟸ استاذ العلما مولانا مدد علی قادری، سینئر مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

⟸ مولانا ڈاکٹر غلام مصطفیٰ انجم، سابق مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

⟸ استاذ العلما مولانا قاری شبیر حسین، مدرس جامعہ حضرت میاں صاحب، شرقپور

⟸ استاذ العلما مولانا محمد عمران الحسن فاروقی، سینئر مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

⟸ استاذ العلما مولانا غلام رسول نقشبندی، شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ سیفیہ، راوی ریان

⟸ استاذ العلما مولانا محمد ریاض احمد اویسی، سینئر مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

⟸ مولانا امجد علی قصوری، سابق مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

⟸ مولانا غلام مصطفیٰ نظامی، مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور (1)

عتیقِ ملّت علیہ الرحمہ کی خدماتِ فتویٰ نویسی

شیخ الحدیث مفتی محمد گل احمد خان عتیقی علیہ الرحمہ جامعہ رضویہ مظہر الاسلام میں دس سالہ تدریس کے دوران نہایت محنت و عرق ریزی سے نو سال فتوٰی نویسی کی خدمات بھی سر انجام دیتے رہے۔ اِس دوران بعض اوقات فتاوٰی پر تحقیق کرتے ہوئے سردیوں میں بھی رات دو بجے تک جاگتے رہتے۔ آپ نے ہزاروں فتاوٰی لکھے، اگر انہیں محفوظ کر لیا جاتا تو یہ عظیم فتاوٰی کتابی صورت میں موجود ہوتے۔ (2)

صاحب زادہ عزیر احمد رومی تحریر فرماتے ہیں:

مَیں نے والدِ گرامی سے فتوٰی نویسی ترک کرنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا: بیٹا! آج

---

[1] توضیحاتِ عتیقیہ اردو شرح مناظرہ رشیدیہ، ص:۲۳۔۲۴

مقالہ: جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے اساتذہ کی تصنیفی خدمات کا تحقیقی جائزہ، ص:۱۲۰تا۲۰۰

[2] توضیحاتِ عتیقیہ اردو شرح مناظرہ رشیدیہ، ص:۲۱

کل فتوٰی نویسی کھیل بن گیا ہے، جو دو چار کتابیں پڑھ لیتا ہے، چاہے عالم نہ بھی ہو، اپنے نام کے ساتھ مفتی لکھوا کر اُلٹے سیدھے فتوے جاری کرنا شروع کر دیتا ہے۔[1]

عتیقِ ملّت علیہ الرحمہ کی سیاسی و تحریکی خدمات

شیخ الحدیث مفتی گل احمد خان عتیقی علیہ الرحمہ کا خاندان کشمیر کے حکمران خاندانوں میں سے ہے، جو عرصہ ٔ دراز تک سیاسی اُفق پر چھایا رہا؛ اس لیے سیاست آپ کو وراثتاً ملی ہے۔ آزاد کشمیر کے معروف سیاست دان راجا علی حیدر خان مرحوم بن راجا فاروق حیدر خاں، سابق صدر مسلم کانفرنس آپ کی برادری میں سے ہیں۔

آپ نے زمانہ ٔ طالبِ علمی سے ہی تحریکات میں حصہ لیا۔ شورش کاشمیری نے کانگریسی علما کے کہنے پر علمائے اہلِ سنت کے خلاف جو تحریک شروع کی تھی، آپ نے اپنے ساتھیوں: مولانا سیف الرحمٰن چترالی اور مولانا غلام مرتضٰی ہزاروی کے ساتھ مل کر اس تحریک کو کچلنے میں بھرپور کردار ادا کیا، یہ تینوں ساتھی مل کر رات کو مخالفین کے اشتہار پھاڑتے اور اپنے اشتہار لگاتے اور علمائے اہلِ سنت کے جلسے کرواتے۔ اس طرح چند دنوں میں کانگریسی علما کی تحریک دم توڑ گئی اور وہ دفاع پر مجبور ہو گئے۔ آپ نے ۱۹۷۰ء میں بھٹوشاہی کے خلاف تحریک میں حصہ لیا۔

۱۹۷۴ء کی تحریکِ ختمِ نبوت لاہور میں سب سے پہلے جلوس کی قیادت آپ نے شیخ الحدیث مولانا محمد رشید نقشبندی، مولوی محمد ابراہیم دیوبندی اور شیخ الحدیث

---

[1] صاحب زادہ عزیز احمد رومی، قلمی تحریر برائے مجلہ النظامیہ، موٴرخہ: 16.04.2024

مولانا علی احمد سندیلوی کے ساتھ کی۔ نیز شارحِ بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی اور نواب زادہ نصر اللہ خان کے ہمراہ لاہور میں کئی جلسوں سے خطاب کیا۔ آپ نے ایک مرتبہ جامعہ نظامیہ رضویہ سے رات کے وقت دینی طلبہ کا جلوس نکال کر اس وقت کے لاہور کے ڈی۔ سی۔ اور وزیرِ اعلیٰ پنجاب محمد حنیف رامے کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔

آپ نے ۱۹۷۷ء کی تحریکِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ میں بھرپور حصہ لیا، آپ اس وقت جامعہ رضویہ، فیصل آباد میں صدر مدرس اور مفتی تھے اور لاہور سمن آباد میں جمعہ پڑھاتے تھے۔ فیصل آباد میں زاہد سرفراز جیسے لیڈر کے جلوس نہ نکال سکنے کے بعد تحریک کی باگ ڈور مکمل طور پر جگر گوشۂ محدثِ اعظم پاکستان صاحب زادہ حاجی محمد فضلِ کریم صاحب کے ہاتھ تھی، علامہ عتیقی اُن کے مشیرِ خاص تھے اور تحریک کی تمام کارروائیاں آپ کے مشورہ سے ہی ہوتیں۔ آپ اس تحریک میں چند گھنٹے گرفتار بھی رہے۔ بعد میں پیرِ طریقت صاحب زادہ قاضی محمد فضلِ رسول حیدر رضوی صاحب کی مداخلت پر ڈی سی فیصل آباد نے کیس ختم کرتے ہوئے آپ کو باعزت رہا کر دیا۔

31مارچ 1977ء کو مسلم مسجد کی ہنگامہ خیزی میں بھی آپ موجود تھے۔[1]

اہلِ سُنّت کی طرف سے مؤثر سیاسی نمائندگی نہ ہونے کی وجہ سے آپ 2015ء تک کئی سال 5 فروری ''یومِ یکجہتیٔ کشمیر'' کے موقع پر جامعہ ہجویریہ داتا دربار، لاہور سے پریس کلب، لاہور تک یومِ یکجہتیٔ کشمیر ریلی کی قیادت فرماتے رہے۔ پھر تحریکِ لبیک

[1] توضیحاتِ عتیقیہ اردو شرح مناظرہ رشیدیہ، ص:۲۴-۲۵

نے یہ خلا پُر کر دیا۔[1]

عتیقِ ملّت علیہ الرحمہ کے مختلف مناصب

شیخ الحدیث علامہ مفتی گل احمد خان عتیقی علیہ الرحمہ مختلف ادوار میں متعدد تنظیمی عہدوں پر فائز رہے، تفصیل درج ذیل ہے:

- ☆ سینئر نائب صدر جمعیت علماءِ جموں و کشمیر (دو دفعہ)
- نائب صدر دوم جمعیت علماءِ جموں و کشمیر
- صدر لاہور ڈویژن جمعیت علماءِ جموں و کشمیر: 1970ء
- صدر اور کنویئر جمعیت علماءِ پاکستان وسطی لاہور: 1984ء
- رکن رابطۃ المعلمین مدارسِ عربیہ پاکستان
- معاون اخوان المؤمنین پاکستان
- سرپرست سنی علماء کونسل، فاروق آباد
- سرپرست انجمن طلبہ مدارسِ عربیہ
- سرپرست سنی جمعیت علماء جموں و کشمیر
- نائب صدر جماعتِ اہلِ سنت آزاد کشمیر
- صدر جمعیت علماءِ پاکستان اندرون شہر لاہور
- رکن مجلسِ عاملہ جمعیت علماءِ پاکستان پنجاب

---

[1] صاحب زادہ عزیر احمد رومی، قلمی تحریر برائے مجلہ النظامیہ، مؤرخہ: 16.04.2024

❖ رکن مرکزی مجلسِ شوریٰ جمعیت علمائے پاکستان۔(کئی سال رکن رہے اور علامہ نورانی و نیازی علیہما الرحمہ کے ہمراہ کام کرتے رہے۔30سال سے زائد عرصہ علامہ نورانی علیہ الرحمہ کی قیادت میں جمعیت علمائے پاکستان کے مختلف عہدوں پر فائز رہے)

❖ نائب امیر سنی جہاد کونسل (ابتدا میں اس کے چیئرمین پیر علاء الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ تھے، بعد میں پیر عتیق الرحمٰن فیض پوری چیئرمین منتخب ہوئے)

❖ رکن اسلامی نظریاتی کونسل آزاد کشمیر:2002ء سے 2005ء(فرمایا کرتے تھے: جب میں اسلامی نظریاتی کونسل کا ممبر بنا تو قادیانیوں کے حوالے سے ایک قرارداد تیار کرکے اسمبلی میں پیش کی اور یہ میری بنیادی قرارداد تھی جو اخبارات میں نمایاں طور پر چھپی؛ لیکن کچھ دیگر ریکارڈ کے ساتھ وہ بھی کہیں کھو گئی جس کا مجھے انتہائی افسوس ہے)[1]

عتیقِ ملّت علیہ الرحمہ کی تصنیفی خدمات

شیخ الحدیث مفتی گل احمد خان عتیقی علیہ الرحمہ نے اپنی تدریسی، تبلیغی، سیاسی و تحریکی مصروفیات کے باوجود کثیر کتب تصنیف فرمائیں، بہت سی فنّی کتب پر اردو اور فارسی میں حواشی تحریر فرمائے اور کچھ کتب کے تراجم بھی فرمائے۔

---

[1] توضیحاتِ عتیقیہ اردو شرح مناظرہ رشیدیہ، ص:۲۵

صاحب زادہ عزیر احمد رومی، قلمی تحریر برائے مجلہ النظامیہ، مؤرخہ:16.04.2024

ذیل میں آپ کی تصانیف کا باعتبار موضوع مختصر تعارف کروایا جاتا ہے:

علم الکلام

- شرح شرح عقائد خیالی، غیر مطبوعہ
- شرح شرح عقائد، غیر مطبوعہ
- امامتِ کبریٰ (تین مقالہ جات، مطبوعہ در مجلہ النظامیہ)

علوم القرآن

- خلاصہ ٔمضامینِ سورِ قرآن (مکمل)، غیر مطبوعہ
- شرح تفسیر بیضاوی (ربع اول پارہ ٔاول)، غیر مطبوعہ

حدیث

- توضیحاتِ عتیقی اردو شرح ترمذی، غیر مطبوعہ

فقہ

- غنیۃ الطالبین (ترجمہ)، غیر مطبوعہ

اصولِ فقہ

- شرح مسلّم الثبوت (تا مقامِ درس)، غیر مطبوعہ
- شرح حسامی، غیر مطبوعہ
- مقدمہ حسامی شرح اردو حسامی، مطبوعہ

علم المعانی

- شرح مختصر المعانی (تا فنِ ثانی)، غیر مطبوعہ

- شرح مطول (تامقامِ درس)، غیر مطبوعہ

مناظرہ

- توضیحاتِ عتیقیہ اردو شرح مناظرہ رشیدیہ، مطبوعہ
- عتیقیہ ترجمہ شریفیہ، مطبوعہ: جمعیت علماء جموں وکشمیر
- العتیقیہ مافی الرشیدیہ، غیر مطبوعہ

نحو

- التوضیح الکامل لحل المحصول والحاصل، غیر مطبوعہ
- مقدمہ جامی شرح اردو جامی، غیر مطبوعہ
- شرح شرح جامی (تا غیر منصرف)، غیر مطبوعہ

منطق

- شرح قطبی (تا بحث قضایا)، غیر مطبوعہ
- شرح میر قطبی (عرض مفارق ولازم)، غیر مطبوعہ
- شرح حمد اللہ (فارسی)، غیر مطبوعہ
- شرح حمد اللہ (اردو)، غیر مطبوعہ
- مقدمہ مرقات شرح اردو مرقات، غیر مطبوعہ

فلسفہ

- شرح میبذی، غیر مطبوعہ

○ شرح امورِ عامہ، (فارسی)، غیر مطبوعہ

سیرت

○ الإسراء والمعراج (ترجمہ)، مطبوعہ: مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد

○ المولد الروی (ترجمہ)، مطبوعہ: مکتبہ رضائے مصطفیٰ

سوانح وتذکرہ

○ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (مختصر) مطبوعہ: انجمن پیغامِ مصطفیٰ

○ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (مفصل)، غیر مطبوعہ

○ عظمت وشانِ صدیق رضی اللہ عنہ، غیر مطبوعہ

○ ازواجِ مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہن اجمعین، غیر مطبوعہ

○ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ، مطبوعہ: بزمِ خدامِ محدثِ اعظم، صفحات: ۳۲

○ سید الانام غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ: بزم الفاروق، مجاہد آباد لاہور، صفحات: ۲۴

○ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ، صفحات: ۲۴

○ محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ: بزمِ خدامِ محدثِ اعظم

○ شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی شارحِ بخاری علیہ الرحمہ، غیر مطبوعہ

○ مفتیٔ اعظم علامہ عبد القیوم ہزاروی علیہ الرحمہ، غیر مطبوعہ

○ صاحب زادہ قاضی محمد فضلِ رسول رضوی علیہ الرحمہ، غیر مطبوعہ

متفرق

○ اعلیٰ حضرت کا نظریۂ تعلیم

○ نثری تقریریں، مطبوعہ: جمعیت علماء جموں وکشمیر، صفحات: ۱۰۴[1]

عتیقِ ملّت علیہ الرحمہ کی تبلیغی خدمات

امامت وخطابت:

عتیقِ ملت رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ایک ماہ ڈاک خانہ والی مسجد لوہاری گیٹ، لاہور میں نمازِ فجر کی امامت کروائی اور جامع مسجد حنفیہ، بادامی باغ، لاہور میں تقریباً 12 سال تک خطابت کے ذریعے تبلیغِ دینِ متین فرمائی۔[2]

دورۂ قرآنِ کریم:

آپ نے جامعہ جماعتیہ حیات القرآن، پاپڑ منڈی لاہور میں مسلسل 11 سال ماہِ رمضان میں دورۂ قرآنِ کریم کروانے کی سعادت حاصل کی، جس میں عوام وخواص کی بڑی تعداد شرکت کرتی تھی۔[3]

---

[1] حافظ محمد عبد الستار سعیدی، مرآۃ التصانیف، مکتبہ قادریہ: لاہور، ۱۹۹۸ء، ج: 1، ص: ۳۰۹۔۳۱۰

توضیحاتِ عتیقیہ اردو شرح مناظرہ رشیدیہ، ص: ۲۵۔۲۶

انٹرویو: شیخ الحدیث مفتی گل احمد خان عتیقی، بمقام: بلال گنج لاہور، بتاریخ: ۲۷ اکتوبر ۲۰۱۹ء

صاحب زادہ عزیز احمد رومی، قلمی تحریر برائے مجلہ النظامیہ، مؤرخہ: 16.04.2024

[2] صاحب زادہ عزیز احمد رومی، قلمی تحریر برائے مجلہ النظامیہ، مؤرخہ: 16.04.2024

[3] ایضاً۔ توضیحاتِ عتیقیہ اردو شرح مناظرہ رشیدیہ، ص: ۲۱

ریڈیو پاکستان:

شیخ الحدیث علیہ الرحمہ کی ریڈیو پاکستان ، فیصل آباد سے تقریباً 75 تقاریر نشر ہوئیں، جن میں سے کچھ چھپ چکی ہیں۔[1]

شرفِ بیعت

شیخ الحدیث مفتی محمد گل احمد خان عتیقی رحمۃ اللہ علیہ 1959ء میں سراج العلوم، گوجرانوالہ میں تعلیم کے دوران زُہد و تقویٰ کے پیکر، حبِّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مجسم، علم و فضل کے بحرِ ناپیدا کنار، محدثِ اعظم پاکستان ابو الفضل مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی رحمہ اللہ کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئے۔

جب آپ اپنے استاذ مولانا عبد اللہ صاحب کے پاس تعلیم حاصل کر رہے تھے، اُس وقت مرشدِ گرامی کی طبیعت سخت علیل ہو گئی۔ آپ کے ساتھیوں نے جا کر سند و خلافت حاصل کی؛ لیکن آپ نے کہا: مَیں ابھی سندِ خلافت کا اہل نہیں ہوں۔ بعد میں فرماتے: مجھے اِس بات کا بہت افسوس ہے، وہ میرے مرشدِ گرامی کی آخری سند تھی۔[2]

خلافت و اجازات

عتیقِ ملّت علیہ الرحمہ کو برصغیر پاک و ہند کی معروف علمی و روحانی شخصیات

---

[1] ایضاً

[2] توضیحاتِ عتیقیہ اردو شرح مناظرہ رشیدیہ، ص:۲۰

مقالہ: حیات و خدماتِ استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث مفتی گل احمد خان عتیقی، ص:۷

سے اجازات حاصل تھیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

- ❖ مفتیٔ اعظم پاکستان مولانا سید ابو البرکات احمد شاہ قادری علیہ الرحمہ سے اجازت حاصل تھی۔
- ❖ شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان **علیہ رحمۃ المنان** سے بھی خلافت حاصل تھی۔
- ❖ صاحب زادہ قاضی فضلِ رسول رضوی علیہ الرحمہ نے آپ کو خلافت کے ساتھ ساتھ خاص تعویذات سے نوازا تھا، نیز کتبِ تعویذات شمع شبستانِ رضا وغیرہ کی اجازت بھی عنایت فرمائی تھی۔
- ❖ شیخ الحدیث شارحِ بخاری علامہ غلام رسول رضوی علیہ الرحمہ نے بھی اجازت عطا فرمائی، وہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان علیہما الرحمہ کے مرید و خلیفہ ہیں۔
- ❖ جانشینِ قطبِ مدینہ علامہ محمد فضل الرحمٰن قادری مدنی علیہ الرحمہ سے تحریری طور پر اجازت حاصل تھی۔
- ❖ نباضِ قوم علامہ حاجی مفتی ابو داؤد محمد صادق رضوی علیہ الرحمہ سے قادریہ رضویہ سلسلہ کی تحریری خلافت حاصل تھی۔[1]

---

[1] مقالہ: حیات و خدماتِ استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث مفتی گل احمد خان عتیقی، ص:۷۔۸
صاحب زادہ عزیر احمد رومی، قلمی تحریر برائے مجلہ النظامیہ، مؤرخہ: 16.04.2024

خلفائے کرام

سابقہ سطور میں ذکر کیا گیا کہ عتیقِ ملّت علیہ الرحمہ کو متعدد اکابر سے اجازت وخلافت حاصل تھی، آپ نے بھی کثیر تعداد میں اپنے جلیل القدر تلامذہ اور دیگر اہل علما کو اجازات وخلافت سے نوازا، بعض کو اسناد بھی عطا ہوئیں اور بہت سے وہ ہیں جنھیں زبانی اجازت دی گئی۔

زیارتِ حرمین شریفین

آپ کو ایک بار مئی 1993ء میں حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل ہوئی، جب کہ متعدد بار بصورتِ عمرہ زیارتِ حرمین شریفین کی سعادت سے بہرہ وَر ہوئے۔ تفصیل درج ذیل ہے:

- 6 مئی 2007ء کو پہلے عمرہ شریف کی ادائیگی کے لیے حرم شریف پہنچے اور 22 مئی کو واپسی ہوئی۔
- 12 شعبان / 23 جولائی 2010ء کو دوسرے عمرہ شریف کی ادائیگی کے لیے روانگی ہوئی، جب کہ واپسی 11 رمضان المبارک / 22 اگست کو ہوئی۔
- 9 مئی 2015ء کو تیسری بار عمرہ شریف کی سعادت کے لیے روانگی ہوئی اور 26 مئی کو واپس لاہور پہنچے۔

پروفیسر حافظ محمد عطاء الرحمٰن قادری رضوی، انوار صادق، ادارہ رضائے مصطفیٰ، گوجرانوالہ، ۲۰۱۵ء، ص:۳۲

- 14 اپریل 2018ء کو چوتھی بار یہ سعادت حاصل کرنے کے لیے روانگی ہوئی اور 28 اپریل کو واپس پہنچ گئے۔
- 20 مئی 2019ء کو صاحب زادہ عزیر احمد رومی کے ساتھ پانچویں بار عمرہ شریف کے لیے روانہ ہوئے اور 4 مئی کو واپسی ہوئی۔
- 6 فروری 2023ء کو چھٹی بار انتہائی کمزوری وعلالت کے باوجود چھوٹے لختِ جگر محمد عمیر احمد اور تایازاد بھائی کے بیٹے راجا محمد ضمیر خان کے ہمراہ عمرہ شریف کی ادائیگی کے لیے روانہ ہوئے اور 28 فروری کو آمد ہوئی۔[1]

دورۂ افغانستان

روسی افواج کے انخلا پر حکومتِ پاکستان کی جانب سے پاکستان کے علمائے کرام کا وفد مجاہدینِ افغانستان کو مبارک باد دینے کے لیے بھیجا گیا، اُس میں شیخ الحدیث مفتی گل احمد خان عتیقی اور شرفِ ملت علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری علیہما الرحمہ بھی شامل تھے۔ اِس وفد کی روانگی و آمد و دیگر تفصیلات عتیقِ ملّت علیہ الرحمہ کی ڈائری کے مطابق درج ذیل ہیں:

26 اپریل 1992ء کو دن 12 بجے طور خم کا بارڈر کراس کیا اور دن کا کھانا مرکز مجاہدین فارم 4 میں تناول فرمایا۔ مجاہدین نے روسی سینما کو مسجد میں تبدیل کر دیا تھا۔ پہاڑی سے آنے والے نالے سے وضو کیا اور ظہر کی نماز ادا کی۔

---

[1] صاحب زادہ عزیر احمد رومی، قلمی تحریر برائے مجلہ النظامیہ

عصر کے وقت جلال آباد پہنچے اور نمازِ عصر مسجد حجازی میں ادا فرمائی، جہاں افغانستان کے دو سابقہ بادشاہوں امان اللہ خان اور حسیب اللہ خان کی قبور ہیں۔ رات کا کھانا حقیقی ہوٹل میں تناول فرمایا اور خورشید گیسٹ ہوٹل میں رات گزاری۔

27 اپریل صبح کی نماز اِسی مسجد میں ادا کی اور تقریباً 10 بجے دن غریبو ہوٹل میں گئے، جہاں نائب گورنر قاضی القضاۃ جلال آباد و دیگر حکمرانوں سے ملاقاتیں ہوئیں۔ ظہر کی نماز کی ادائیگی کے بعد تقریباً 3 بجے واپسی ہوئی، نمازِ عصر راستے میں ادا کی، تقریباً 6 بجے طورخم بارڈر کراس کیا اور آٹھ بجے پشاور پہنچے، پھر وہاں عشا کی نماز پڑھ کر لاہور روانگی ہوئی۔ 28 اپریل دن تقریبا 9 بجے لاہور پہنچے۔[1]

اخلاق و عادات

شیخ الحدیث مولانا علی احمد سندیلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے اخلاق سے متعلق لکھا:

آپ اتباعِ سنت اور اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جیتی جاگتی تصویر ہیں، جُود و سخا اُن کو وراثت میں ملا ہے، طبیعت میں خود داری اور بے نیازی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے، عقیدہ و مسلک کے بارے میں کسی قسم کی مصلحت اور رعایت کی پالیسی اختیار نہیں کرتے، جس چیز کو حق سمجھتے ہیں اُس کا اعلان بر ملا آگ کے شعلوں کے سامنے کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔

---

[1] صاحب زادہ عزیر احمد رومی، قلمی تحریر برائے مجلہ النظامیہ

التکبر مع المتکبر پر عمل پیرا ہیں، علمائے حقہ اور مشائخِ صادقہ کی بے حد تکریم کرتے ہیں، طلبہ پر بڑی شفقت فرماتے ہیں اور ہم عصروں سے انتہائی انکساری سے ملتے ہیں۔ بقول علامہ اقبال

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن [1]

صاحب زادہ عزیر احمد رومی تحریر فرماتے ہیں:

طبیعت میں سادگی تھی، چالاکی یا شاطرپن سے پاک تھے۔ اللہ پاک نے حاضر جوابی اور مزاح والی طبیعت عطا فرمائی تھی۔ گھر میں بھی اور طلبہ سے بھی مزاح فرمایا کرتے تھے۔ ہاتھ چوموانے کو ناپسند کیا کرتے تھے۔ اگر کوئی عقیدت سے ہاتھ چومنے کی کوشش کرتا تو عموماً ہاتھ پیچھے کر لیتے، پھر بھی اگر کوئی چوم لیتا تو لاحول پڑھتے۔ کوئی دُعا کے لیے کہتا تو فرماتے: مجھے بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ ساتھ کہتے کہ نبی پاک ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: «لَا تَنْسَنَا يَا أُخَيَّ مِنْ دُعَائِكَ.»[2] میرے بھائی! مجھے اپنی دعاؤں میں بھول نہیں جانا۔[3]

---

[1] توضیحاتِ عتیقیہ اردو شرح مناظرہ رشیدیہ، ص: ۱۳۰
[2] سننِ ابو داود، حدیث: 1498
[3] صاحب زادہ عزیر احمد رومی، قلمی تحریر برائے مجلہ النظامیہ

القابات سے بے نیازی

کال پر یا کال کے بغیر تعارف کرواتے تو ہمیشہ اپنا نام "گل احمد عتیقی" بتاتے۔ نام کے ساتھ مفتی یا شیخ الحدیث وغیرہ از خود لگانا پسند نہ فرماتے تھے۔ مہر لگا کر بامرِ مجبوری حَرَّرَہٗ مفتی کا اضافہ فرماتے۔[1]

طلبہ سے محبت و شفقت

علامہ عتیقی علیہ الرحمہ طالبِ علموں سے خصوصی محبت رکھتے تھے۔ آپ کی اکثر راز کی باتیں طلبہ کو ہی معلوم ہوتی تھیں۔ بیماری اور ادویات کے بارے میں بھی زیادہ طلبہ کو ہی بتایا کرتے تھے۔ دُور سے آنے والے طلبہ کو کرایہ بھی عنایت کرتے اور ان کا نذرانہ حالتِ سفر میں ہونے کی وجہ سے شاذ و نادر ہی قبول فرماتے تھے۔[2]

کتابوں سے محبت

آپ علیہ الرحمہ کتابوں سے بہت محبت فرماتے، اُنھیں سنبھال کر رکھتے تھے۔ گھر والوں سے اکثر فرمایا کرتے: آپ کو کتابوں کی کیا قدر ہے! مَیں نے آپ لوگوں (بچوں) کو بھوکا رکھ کر کتابیں خریدی ہیں۔ کتاب کے صفحے موڑنے یا ایسے طریقے سے پکڑنے سے، جس سے کتاب کی جلد متأثر ہو، منع فرمایا کرتے تھے۔[3]

---

[1] صاحب زادہ عزیر احمد رومی، قلمی تحریر برائے مجلہ النظامیہ

[2] ایضاً

[3] ایضاً

رشتہ داروں سے صلہ رحمی

رشتہ داروں سے تعلقات بہت بہترین تھے۔ ہمیشہ رشتہ داروں سے صلہ رحمی کی تاکید فرماتے۔ اگر کسی بچے کا کشمیر جانا ہوتا تو پاس بٹھا کر سب رشتہ داروں کی طبیعت کے مطابق ارشادات فرماتے کہ آپ نے فلاں سے کیسے بات کرنی ہے یا ان کے گھر کس طرح جانا ہے اور کیا لے کر جانا ہے۔[1]

مہمان نوازی

علامہ عتیقی علیہ الرحمہ مہمان نوازی کا خصوصی اہتمام فرماتے۔ جو کچھ بہتر سے بہتر ما حضر ہوتا اس کو پیش فرمایا کرتے۔ اکثر فرمایا کرتے: فلاں جگہ سے یہ چیز لانی ہے اور مہمان کی شایانِ شان خدمت کرنی ہے۔[2]

کفایت شعاری

سودا سلف لینے خود چلے جایا کرتے۔ کفایت شعاری ایسی تھی کہ اکثر چینی وغیرہ اشیا قریب کی دکانیں چھوڑ کر بازار سے لایا کرتے تھے، جو قدرے سستی ہوتیں، ساتھ ہی پڑوسی کا سودا سلف بھی لے آتے، فرماتے: پڑوسیوں کے بہت حقوق ہوتے ہیں۔[3]

---

[1] صاحب زادہ عزیز احمد رومی، قلمی تحریر برائے مجلہ النظامیہ

[2] ایضًا

[3] ایضًا

وقت کی پابندی

عتیقِ ملّت علیہ الرحمہ اکثر پروگرامز میں وقت کی بے قاعدگی پر نالاں رہتے۔ دعوت نامے یا اشتہار پر بتائے گئے وقت سے 5 یا 10 منٹ قبل ہی تشریف فرما ہوتے اور کھانا اکثر گھر سے تناول فرما کر جاتے تھے، کھانے کے انتظار میں کبھی نہ بیٹھے رہتے، محفل کے اختتام پر فوراً واپس تشریف لے آتے، گھر آکر تناول فرماتے۔[1]

نہی عن المنکر کا فریضہ

ہر نئے منتخب ہونے والے وزیرِ اعظم کو مبارک باد کے ساتھ ساتھ نہی عن المنکر کا درس بھی بذریعہ خطوط کے دیا کرتے تھے۔[2]

سادگی

گھر والوں کی غیر موجودگی میں کھانا بھی بناتے۔ گھر کی صفائی اور کپڑوں کی دھلائی بھی فرمایا کرتے۔ صرف کپڑوں کو استری کرنے سے گریز فرمایا کرتے اور فرماتے تھے کہ صرف استری وہ کام ہے جو میں نہیں کرنا چاہتا۔ رمضان شریف میں اکثر سحری میں زوجہ محترمہ کے ساتھ کھانا لگا رہے ہوتے تھے۔

---

[1] صاحب زادہ عزیر احمد رومی، قلمی تحریر برائے مجلہ النظامیہ

[2] ایضاً

کھانے میں سادگی

کھانا مختصر تناوُل فرماتے۔ سالن میں روٹی کے ٹکڑے بھگو کر ثرید بنا کر کھانے کو پسند فرماتے۔ اکثر استفسار فرمایا کرتے کہ کل کی یا بچی ہوئی روٹی ہو تو مجھے دے دیں، اُسے زیادہ شوق سے تناول فرماتے۔ پودینے کی چٹنی پسند فرمایا کرتے تھے۔ (1)

معمولاتِ زندگی

صاحب زادہ عزیر احمد رومی اپنے والدِ گرامی کے معمولات بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

آپ صبح جلدی اُٹھ کر تہجد کی نماز ادا فرماتے، پھر مطالعہ میں محو ہو جاتے۔ بعد ازاں نمازِ فجر ادا فرماتے اور گھر کے برتنوں میں استعمال کے لیے تازہ پانی بھرا کرتے تھے، کبھی کبھار والدہ صاحبہ علیل ہوتیں تو ناشتے کے لیے کسی کو زحمت نہ دیتے بلکہ خود ہی ناشتا بنا کر جامعہ ہجویریہ روانہ ہو جاتے۔ بڑھاپے اور ضعف کے باوجود پیدل سفر کرنا پسند فرماتے تھے۔ اکثر دربار شریف سے گھر تک پیدل آیا کرتے تھے۔

جامعہ ہجویریہ سے واپسی کے بعد کچھ دیر گھر قیام فرماتے ایک کپ چائے نوش فرماتے اور پھر اگلی درس گاہ جامعہ رسولیہ شیرازیہ کی طرف روانہ ہو جاتے۔ وہاں سے تقریباً ایک بجے فارغ ہو کر گھر تشریف لاتے۔ دوپہر کا کھانا تناول فرماتے۔ نمازِ ظہر کے

---

[1] صاحب زادہ عزیر احمد رومی، قلمی تحریر برائے مجلہ النظامیہ

بعد قیلولہ فرماتے۔ ملاقات اکثر عصر کے بعد فرمایا کرتے تھے۔ اگر کوئی ظہر کے بعد قیلولہ کے وقت میں آجاتا تو اس سے بھی خندہ پیشانی سے ملاقات کیا کرتے تھے۔ رات کو مطالعہ فرما کر سوتے تھے۔ مطالعہ کے بغیر تدریس کو "وقت گزارنا" سمجھتے تھے۔[1]

رشتۂ ازدواج اور اولادِ امجاد

13 دسمبر 1991ء کو اپنے تایا محسن و مربی راجا ابراہیم خان صاحب کی صاحب زادی سے عقدِ نکاح طے پایا۔ نکاح خواں مولانا ہدایت اللہ قادری صاحب، سابق خطیب دربار سائیں سہیلی سرکار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے چار بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا، جن میں سے ایک بیٹی اور دو بیٹے: محترم محمد عزیر احمد اور محمد عمیر احمد بقیدِ حیات ہیں، جب کہ دو بیٹوں اور ایک بیٹی کا انتقال ہو گیا۔

1) سب سے بڑے صاحب زادے محمد زبیر احمد خان کی وفات 28 اپریل 1996ء کو ہسپتال لے جاتے ہوئے ہوئی، اِسی روز نمازِ جنازہ جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث حافظ محمد عبد الستار سعیدی زید مجدہ نے پڑھائی اور تدفین نبی پورہ، شیخوپورہ کے قبرستان میں ہوئی۔

2) صاحب زادی کا انتقال ڈھانگری شریف، میرپور آزاد کشمیر میں 10 مئی 2003ء کو ہوا۔ وہیں قبرستان میں تدفین کی گئی۔ نمازِ جنازہ علامہ سید غلام یسین شاہ صاحب نے پڑھائی۔

---

[1] صاحب زادہ عزیر احمد رومی، قلمی تحریر برائے مجلہ النظامیہ

3) سب سے چھوٹے صاحب زادے محمد مہتاب احمد خان کا انتقال لاہور میں یکم جون 2009ء کو ہوا، تدفین آبائی قبرستان کوٹ گاؤں سربن ڈاک خانہ چناری، تحصیل ہٹیاں بالا ضلع جہلم ویلی میں ہوئی۔ نمازِ جنازہ کی امامت جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث حافظ محمد عبد الستار سعیدی زید مجدہ نے کروائی۔[1]

وصالِ مبارک:

استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث مفتی گل احمد خان عتیقی رحمۃ اللہ علیہ 23 شعبان 1445ھ / 5 مارچ 2024ء کو دن 10 بجے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

نمازِ جنازہ دو(۲) بار ادا کی گئی: پہلی بار داتا دربار، لاہور میں رات تقریباً 8:30 پر حافظِ ملت شیخ الحدیث حافظ محمد عبد الستار سعیدی مد ظلہ العالی نے امامت فرمائی، پھر آپ کے جسدِ اطہر کو آزاد کشمیر لے جایا گیا، وہاں 6 مارچ کو بعد نمازِ ظہر تقریباً 2 بجے آپ کے صاحب زادے محترم عزیر احمد رومی نے نمازِ جنازہ کی امامت فرمائی اور تقریباً 4 بجے آپ کے آبائی قبرستان کوٹ گاؤں سربن ڈاک خانہ چناری، تحصیل ہٹیاں بالا ضلع جہلم ویلی میں تدفین عمل میں آئی۔

اللہ تعالیٰ آپ کی خدماتِ جلیلہ کو شرفِ قبول سے نوازے، آپ کا مشن تا صبحِ قیامت جاری رکھے اور آپ کے تلامذہ کو آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

---

[1] صاحب زادہ عزیر احمد رومی، قلمی تحریر برائے مجلہ النظامیہ

علم و عمل کے مہرِ درخشاں استاذ الاساتذہ

مفتی محمد گل احمد خان عتیقی رحمۃ اللہ علیہ

تحریر: مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمٰن ہزاروی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ سَیِّدِنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔

استاذ الاساتذہ، شیخ الحدیث علامہ مفتی گل احمد خان عتیقی رحمۃ اللہ علیہ اہلِ سنّت وجماعت کے مقتدر اور ممتاز اساتذۂ کرام میں سے تھے۔

1962,63ء میں وہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں میرے ہم مکتب رہے، اُس وقت بادی النظر میں وہ مجھ سے قد و قامت اور عمر میں بڑے نظر آتے تھے، مگر اُن کی سوانح سے معلوم ہوا کہ ریکارڈ شدہ تاریخِ پیدائش کے مطابق وہ مجھ سے عمر میں قدرے کم ہیں۔

اُن کا آبائی تعلق مظفر آباد، آزاد کشمیر سے تھا، انھوں نے دینی تعلیم اپنے عہد کے نامی گرامی، مقتدر اور مسلّمہ اساتذۂ کرام سے حاصل کی، اُن میں شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی، مفتیٔ اعظم پاکستان علامہ محمد عبد القیوم ہزاروی، علامہ پیر سید زبیر شاہ، علامہ سید احمد شاہ چوکیروی، علامہ قطب الدین، علامہ قاضی عصمت اللہ، علامہ محمد حمید، شیخ القرآن علامہ غلام علی اوکاڑوی، علامہ اللہ بخش، استاذ الکُل فی الکل علامہ

عطا محمد بندیالوی، فقیہِ اعظم علامہ ابو البرکات سید احمد شاہ رحمہم اللہ تعالٰی واعلی اللہ مقاماتہم فی اعلی علیین کے اسمائے گرامی نمایاں ہیں، اُن کے اساتذہ میں سے شیخ الحدیث ابو الخیر علامہ سید حسین الدین شاہ دامت برکاتہم العالیہ حیات ہیں۔ حضرت کے اساتذۂ کرام کی فہرست طویل ہے، ہم نے اُن میں سے اپنی فہم کے مطابق نمایاں شخصیات کا انتخاب کیا ہے، باقی تفصیلات آپ ان کی سوانح میں پڑھ لیں گے۔

حضرت سے شرفِ تلمّذ رکھنے والے اور مستفیدین میں بھی ہمارے مقتدر اور ممتاز علمائے کرام شامل ہیں، اُن میں شیخ الحدیث علامہ حافظ محمد عبد الستار سعیدی، علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی، علامہ سید غلام مصطفٰی عقیل بخاری، علامہ محمد صادق علوی، علامہ قاری محمد احسان اللہ اور علامہ مفتی محمد اظہار اللہ متعنا اللہ بطول بقائہم وفیوضہم وبرکاتہم کے اسمائے گرامی نمایاں ہیں، مفصّل فہرست آپ اُن کی سوانح میں مطالعہ فرماسکتے ہیں۔

حضرت کی سوانح سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ تحریکی مزاج کے حامل تھے، آپ نے پاکستان کی مختلف دینی تحریکات میں بھرپور حصہ لیا، اُن میں 1977ء کی تحریکِ نظامِ مصطفٰی نمایاں ہے۔ آپ کا خاندانی تعلق آزاد کشمیر کی سدوزئی فیملی سے ہے، اس لیے آپ جمعیت علماءِ جموں وکشمیر میں بھی موثر حصہ لیتے رہے۔

حضرت ایک ماہر مدرّس ہونے کے ساتھ ساتھ صاحبِ قلم بھی تھے اور اُن کے علمی تبرکات میں متعدد درسی کتب کی وقیع شروح شامل ہیں، آپ نے بعض کتب کے تراجم بھی کیے اور وقیع علمی مقالات بھی تحریر فرمائے، ان کی تفصیلات آپ کی مرتب

سوانح میں موجود ہیں۔

شیخ الحدیث علامہ مفتی گل احمد خان عتیقی رحمۃ اللہ علیہ نے شادی کافی تاخیر سے 1992ء میں کی۔ اولادِ امجاد میں دو صاحب زادے اور ایک صاحب زادی بقیدِ حیات ہیں۔ ہماری دعا ہے: اللہ تعالیٰ انھیں ہمیشہ اپنے حفظ وامان میں رکھے، علمی اور عملی میدان میں کامیابیوں اور کامرانیوں سے فیض یاب ہوں اور حضرت کے قلب وروح کی تسکین کا باعث بنیں۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ علامہ مفتی گل احمد خان عتیقی رحمۃ اللہ علیہ کی خدماتِ جلیلہ کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے اہلِ سنت وجماعت کے موقّر دینی اِدارے جامعہ نظامیہ رضویہ کے ترجمان مجلہ النظامیہ کا خصوصی شمارہ شائع کیا جارہا ہے، یہ جامعہ اور مجلہ کے ذمہ داران کی آپ سے عقیدت ومحبت اور رشتۂ وفا کا نمایاں ثبوت ہے۔

میری دعا ہے: اللہ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اپنے حبیبِ مکرّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کے طفیل حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور اُن کا علمی فیض تادیر اپنی تمام تربرکات کے ساتھ جاری رکھے، آمِیۡن یَارَبَّ الۡعَالَمِیۡن! بِجَاہِ سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡن عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحۡبِہٖ اَفۡضَلُ الصَّلَوَاتِ وَالتَّسۡلِیۡمَات۔

اُفقِ علم کا جگمگاتا سورج

از: جامعِ معقول و منقول حافظِ ملت علامہ حافظ محمد عبد الستار سعیدی

باری تعالیٰ جلّ مجدہٗ کا نظامِ قدرت ہے کہ وہ جن نفوس سے کام لینا چاہتا ہے اُنھیں محنت، لگن، جہدِ مسلسل، استقلال اور بلند ہمتی کا خُوگر بنا دیتا ہے... نیز مزید فضل وکرم سے اُنہیں عقلِ سلیم عطا فرماتا ہے اور عام انسانوں کے مقابلے میں وافر حکمت، گہری دانش، اُونچی سوچ اور پاکیزہ فکر سے نوازتا ہے۔ ایسے ہی عظیم الشان افراد میں سے ایک شخصیت اُستاذی واستاذ الاساتذہ شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد گل احمد خان عتیقی رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ کی تھی۔

آپ نے نبیِ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی صفتِ "معلّم" سے خیرات پاکر درس وتدریس کو اپنا مشن بنایا اور اس میں ہمہ تن مصروف ہو کر کارہائے نمایاں انجام دیے۔ شعبۂ تصنیف وتالیف سے متعلق بھی آپ کی گراں قدر خدمات ہیں۔ نیز آپ نے مختلف مذہبی وملّی تحاریک میں بھی نمایاں کردار ادا کیا۔

لوگوں نے زندگی میں کامیابی کے مختلف معیارات مقرر کر رکھے ہیں، موجودہ مادی دور میں کامیاب اُسے سمجھا جاتا ہے جس کے پاس عالی شان رہائش، جدید ترین ماڈل کی گاڑی اور بھاری بینک بیلنس ہو... مگر حقیقت وہی ہے جسے رحمتِ عالم ﷺ کی زبانِ حق ترجمان نے بیان فرمایا: مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ۔ "اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کا اِرادہ فرماتا ہے اُسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔"

اِس حدیثِ مبارک کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت استاذ الاساتذہ یقیناً اُن ہستیوں میں سے تھے جن پر قدرت نے خصوصی انعام فرمایا ہے۔

مَیں جب جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں حصولِ علم کے لیے حاضر ہوا تو آپ سے تلمّذ کا شرف پایا، آپ کا اندازِ تدریس نہایت حکیمانہ اور مشفقانہ تھا، دورانِ سبق آپ علم و حکمت کے دریچے یوں کھولتے چلے جاتے کہ طالبِ علم بور ہونے کے بجائے ''ساقیا اور پلا، اور پلا'' کے مصداق ایک ہی گھونٹ میں پورا جام نوش کرنے کا خواہاں دکھائی دیتا، چنانچہ راقم نے تقریباً دو سالہ کورس ایک ہی سال میں مکمل کر لیا تھا۔ تب سے تادمِ آخر آپ کی شفقتوں اور نوازشات کا سلسلہ مستقل طور سے جاری و ساری رہا، بلکہ اُس میں مسلسل ترقی ہوتی رہی۔

کسی بزرگ نے فرمایا تھا: ''دُعا کروانا اور بات ہے، جب کہ حسنِ ادب کی بدولت دعا لینا اور بات ہے۔'' مَیں نے ہمیشہ آپ سے دُعا لینے کی کوشش کی ہے اور بحمد اللہ آپ کی دُعاؤں کی برکات آج بھی میرے شاملِ حال ہیں۔

بلا شبہ و مبالغہ آپ کی ذاتِ مبارکہ اہلِ اسلام، بالخصوص اہلِ سنّت کے لیے ایک نعمتِ عظمیٰ کی حیثیت رکھتی تھی۔ ایسی شخصیات صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں، جن کے قلم و زبان سے فیضانِ علم و فیضانِ ہدایت کے چشمے جاری ہوتے ہیں۔

05 مارچ 2024ء کو آپ کا وصالِ پُر ملال ہوا، بلا شبہ یہ ایک عظیم سانحہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خدماتِ جلیلہ کو شرفِ قبول سے نوازے اور آپ کا مشن جاری و ساری رکھے۔

پیکرِ اخلاص و تواضع، علم و عمل کے مرقع، شیخ الحدیث مفتی محمد گل احمد خان عتیقی رحمۃ اللہ علیہ

از قلم: استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث مفتی محمد صدیق ہزاروی

عالم و جاہل میں پہلا اور بنیادی امتیاز ''علم'' ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:
قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ۔ [1] کیا اہلِ علم اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں؟ یعنی برابر نہیں ہو سکتے۔

یہاں استفہام انکاری ہے جو اہلِ علم پر مخفی نہیں... تو علم اور جاہلیت کی وجہ سے گوشت اور پوست کے دو انسان مساوات کی دنیا سے نکل جاتے ہیں۔

پھر علم محض جاننے کا نام نہیں، بلکہ علم خصوصاً دین کا علم مزید کچھ صفات کے ذریعے عالم کو جاہل سے ممتاز کرتا ہے... جن میں تقوٰی، زُہد اور بالخصوص تواضع ایسی عظیم صفات شامل ہیں۔ تقوٰی بے عملی کی نفی کرتا ہے... زہد دُنیاوی مال و دولت، حرص و لالچ اور دین و علم کو دُنیاوی مقاصد کے لیے استعمال کرنے سے باز رکھتا ہے... اور تواضع تکبّر کی نفی کا بہترین ذریعہ ہے۔

استاذ العلما شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی گل احمد خان عتیقی رحمۃ اللہ علیہ سے

---

[1] الزمر 9:39

ہزاروں تشنگانِ علم نے علومِ دینیہ کی سیرابی حاصل کی، راقم بھی آپ کے دسترخوانِ علم سے بہرہ وَر ہوا اور گلستانِ علمِ عتیقی سے خوشہ چینی کا شرف حاصل کیا۔

آپ کی شخصیت میں وہ تمام خوبیاں موجود تھیں جو ایک عالمِ دین میں ہونی چاہییں۔ آپ دُنیاوی جاہ و مرتبہ سے اِس قدر دُور رہے کہ جب جان، جان آفریں کے سپرد کی تو کس مپرسی کا عالم تھا... تکبر سے کوسوں دُور، سادہ لباس، سادہ زندگی، اپنے سے چھوٹے کو عزت دینا اُن کی زندگی کا طرۂ امتیاز تھا... آپ نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین کا حقیقی نقشہ نظر آتے ہیں... اپنے شاگردوں کی دینی و ملی خدمات پر اُن کی حوصلہ افزائی ہی نہیں، اُن کی خدمات کے قدر دان بھی تھے... جیسے راقم نے اپنے حوالے سے کئی مرتبہ مشاہدہ کیا۔

گزشتہ سال ہم چند حضرات میرپور آزاد کشمیر گئے اور رات ایک گیسٹ ہاؤس میں ٹھہرے جس کا اہتمام وہاں کے احباب نے کیا تھا، صبح نماز کے بعد میں نے دیکھا کہ استاذ گرامی اپنی شلوار میں ازار بند ڈال رہے تھے، نہایت درجہ اصرار کے باوجود اُنھوں نے مجھ سے کام نہ لیا اور یہ جملہ ارشاد فرمایا: تمہاری خدمات کی وجہ سے تم میری نظر میں قابل قدر ہو۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کی زندگی بھر کی دینی علوم اور احادیثِ مبارکہ کی خدمات پر اجر عظیم عطا فرمائے، **آمین بجاہِ سید المرسلین** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

میدانِ تدریس کے شہسوار

تحریر: جانشینِ شرفِ ملت مولانا ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی

تدریس ایک ایسا مقدّس پیشہ ہے جسے امام الانبیا ﷺ، دیگر انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام رحمۃ اللہ علیہم کے ساتھ نسبت کے باعث خاص تقدّس حاصل ہے۔

نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا: إِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا۔[1] "میں معلم بنا کر ہی بھیجا گیا ہوں۔" چنانچہ دینی علوم پڑھانے والے علما تدریس کے لیے منتخب ہونے اور تدریس کی توفیق حاصل ہونے پر شعور وادراک کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں نبیِ کریم ﷺ نے حدیث روایت کرنے والوں کے حوالے سے جو ارشاد فرمایا ہے وہ حدیث پڑھانے والے سراپا اخلاص شیوخ الحدیث پر بھی صادق آتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نَضَّرَ اللّٰہُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَوَعَاهَا وَحَفِظَهَا وَبَلَّغَهَا۔[2]

اس تناظر میں دینی مدارس کے صبر واستقامت کے ساتھ عزیمت کی راہوں پر چلنے والے سراپا اخلاص شیوخِ حدیث اور اساتذۂ کرام قابلِ رشک ہیں جو معلمِ کائنات ﷺ کی علمی وروحانی میراث تقسیم فرماتے ہیں۔

مجھ ناچیز کو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد اور جامعۃ الازہر قاہرہ میں

---

[1] سنن ابن ماجہ، حدیث: 229

[2] جامع ترمذی، حدیث: 2658

تعلیم حاصل کرتے ہوئے چٹائیوں پر بیٹھ کر دینی تعلیم عام کرنے والے اپنے اساتذہ کی عظمت کا شعور نصیب ہوا۔ والدِ گرامی علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی بھی میرے سامنے ہے۔

قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں لوگ مختلف نیکیاں لے کر حاضر ہوں گے، مگر شیوخِ حدیث اور دینی مدارس کے مدرسین اپنی دیگر نیکیوں کے ساتھ قال اللہ تعالیٰ اور قال رسول اللہ ﷺ پر مشتمل اپنی مقبول تر نیکیوں کے ساتھ اپنے رب کی بارگاہ میں اس شان سے حاضر ہوں گے کہ ان سے ان کا ربّ بھی راضی ہو گا اور ان کے حبیب ﷺ بھی راضی ہوں گے۔

ہمارے ممدوح استاذ العلما شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ مفتی گل احمد خان عتیقی رحمۃ اللہ علیہ نصف صدی سے زیادہ عرصہ قال اللہ تعالیٰ اور قال رسول اللہ ﷺ کی صدائیں بلند کرتے ہوئے کامیاب زندگی گزار کر ربّ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔

آپ نے اپنے وقت کے عظیم ترین اساتذہ سے اکتسابِ علم کیا، جن میں سرِ فہرست استاذ العلما ملک المدرسین علامہ عطاء محمد بندیالوی، شارحِ بخاری علامہ غلام رسول رضوی، اور مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہم کے اسمائے مبارکہ شامل ہیں۔ یہ تینوں حضرات درجہ بدرجہ اپنے عہد کے نامور لوگوں میں سے تھے۔ خاص طور پر استاذ العلما علامہ بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی تدریس میں ایسی برکت تھی کہ اُن کے شاگردوں نے پورے پاکستان میں عظیم تدریسی خدمات سرانجام دیں۔

حضرت علامہ گل احمد عتیقی رحمۃ اللہ علیہ نے حصولِ تعلیم کے علاوہ مولانا سردار احمد

چشتی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پر بیعت کر کے روحانی نسبت کو حاصل کیا۔

اساتذہ کی تعلیم اور مرشدِ کریم کے دستِ مبارک پر بیعت کی برکت سے بھرپور زندگی گزاری، کبھی انتشار و افتراق میں کھیلنے والوں کو قریب پھٹکنے نہیں دیا اور عصرِ حاضر کے فتنوں سے اپنے آپ کو بچا کر رکھا۔ اُنہوں نے عملی طور پر اپنی زندگی مسافرانہ انداز میں عجز و نیاز، صبر و استقامت اور توازن کے ساتھ گزاری۔

تدریسی مزاج رکھنے والے لوگ عموماً گوشہ نشینی کی زندگی گزار جاتے ہیں مگر ہمارے ممدوح نے اپنے عہد کی دینی و سیاسی تحریکات میں بھی بھرپور حصہ لیا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے عہد کے حالات سے بخوبی واقف تھے۔

پاکستان کے علاوہ پوری دنیا میں آپ کے شاگرد علم کا نور بانٹ رہے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ چراغوں سے مزید چراغ جلنے کا یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

تصنیف و تالیف اور شرح نگاری بھی ایسے فن ہیں جن میں ہر کسی کو مہارت نہیں ملتی، مگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے علم، تدریس، سیاسی سوجھ اور تصنیف و تالیف جیسی نعمتوں سے مالا مال فرمایا ہوا تھا۔ آپ نے کثیر تعداد میں تصانیف یادگار چھوڑیں، جن سے آپ کے علمی مرتبہ و مقام کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے درسی کتب بار بار پڑھانے کے بعد شرح نگاری کی سعادت حاصل کی، اس لیے کہ ادق کتابوں کو پڑھائے بغیر اِن میں مذکور علمی مباحث کا فہم حاصل نہیں ہوتا اور پھر ان مباحث کی تفہیم اس سے بھی زیادہ مشکل امر ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ کی تحریر کردہ شروح آپ کی تدریسی زندگی کا نچوڑ ہیں۔

حضرت علامہ مفتی گل احمد عتیقی اور شرفِ ملت علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہما کے درمیان بہت اہم آہنگی تھی۔ للہ فی اللہ محبت کا ایک مضبوط رشتہ تھا، دونوں بندیالوی تھے، دونوں کے اساتذہ میں استاذ العلماملک المدرسین علامہ عطاء محمد بندیالوی کے بعد شارح بخاری علامہ غلام رسول رضوی اور مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہم کے نام آتے ہیں۔

حضرت شرفِ ملت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر حضرت علامہ گل احمد عتیقی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا تھا: ’’آپ کی یادیں باتیں تو بہت ہیں، مگر جب بھی کچھ لکھنا چاہتا ہوں تو جدائی کے صدمے سے ذہن ماؤف ہو جاتا ہے اور بہت کچھ بھول جاتا ہوں۔‘‘

عتیقِ ملّت رحمۃ اللہ علیہ نے جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں مختلف اوقات میں تدریس فرمائی۔ 1975ء میں بھی وہ ایک سال مدرس رہے۔ آپ کے اِس تدریسی دورانیہ میں راقم الحروف بھی طالبِ علم کی حیثیت سے آپ کی زیارت کرتا رہا، مگر آپ سے کچھ پڑھنے کا موقع نہیں ملا جس کا افسوس رہے گا۔

آپ کا علامہ محمد رشید نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی گہرا تعلق تھا۔ دونوں حضرات دینی وسیاسی امور پر بھی باہم تبادلۂ خیال کیا کرتے تھے۔ قائدِ اہلِ سنت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ دونوں حضرات کی انتہائی پسندیدہ شخصیت تھے، جمعیت علماءِ پاکستان سے دونوں حضرات کی گہری قلبی وابستگی تھی۔

اللہ کریم حضرت علامہ مفتی گل احمد عتیقی رحمۃ اللہ علیہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے تمام تلامذہ کو ان کے لیے صدقۂ جاریہ بنائے، آمین۔

عتیقِ ملّت رحمۃ اللہ علیہ... ایک لائقِ تقلید شخصیت

تحریر: شیخ الحدیث علامہ صاحب زادہ رضائے مصطفیٰ نقشبندی

حضرت شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد گل احمد خان عتیقی رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی خدمتِ دین کے لیے وقف رہی۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "میں معلّم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔" حضرت عتیقی صاحب نے اس حدیث پر ساری زندگی عمل کیا، نصف صدی سے زائد علومِ اسلامیہ پڑھائے، اللہ ہی جانتا ہے اِس نصف صدی میں کتنے قیمتی لوگ تیار ہوئے ہوں گے!

حضرت عتیقی صاحب کو دورِ طالب علمی کے بعد تدریس کے آغاز میں اپنے استاذ گرامی استاذ المحدثین حضرت مولانا غلام رسول رضوی المعروف بڑے استاذ صاحب کی سرپرستی حاصل رہی۔ بڑے استاذ صاحب عتیقی صاحب کو اسباق کی تیاری بھی کرواتے اور جامعہ رضویہ فیصل آباد میں بڑے استاذ صاحب کے ساتھ آپ کو تدریس اور فتوٰی نویسی کا ماحول میسر رہا۔ یوں آپ نے برسوں تدریس اور افتاء کی ذمہ داریاں ادا کیں۔ آپ جو بھی فتوٰی لکھتے، بڑے استاذ صاحب اس کو حرف با حرف پڑھتے۔

بڑے استاذ صاحب نے اپنی حیاتِ طیبہ میں آپ کو یہ فرمایا تھا: "جامعہ رسولیہ میرا ادارہ ہے، آپ اگر اِدھر وقت دیں تو مجھے بڑی خوشی ہوگی۔" 2005ء میں جب جامعہ رسولیہ شیرازیہ میں ایک بزرگ استاذ کی ضرورت تھی اُن دنوں عتیقی صاحب ڈھانگری شریف، آزاد کشمیر میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ چنانچہ

آپ وہاں سے جامعہ رسولیہ تشریف لے آئے۔ ایک سال کے بعد جامعہ ہجویریہ میں بھی آپ نے بخاری شریف پڑھانے کے لیے ٹائم عنایت فرمایا۔

حضرت عتیقی صاحب علیہ الرحمہ تدریسی ذمہ داریوں کے ساتھ جامعہ کے انتظامی امور میں بھی بہت زیادہ راہ نمائی فرماتے۔ تمام اساتذہ سمیت راقم الحروف کے ساتھ ان کا رویہ انتہائی مشفقانہ تھا۔ راقم کو کئی مرتبہ آپ نے فرمایا: ''میرے آنے پر آپ کھڑے نہ ہوا کریں۔'' اُن کے اس اندازِ شفقت سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے جس کو احترام کے قابل سمجھا اُسے خوب احترام دیا۔

مَیں نے اگرچہ اُن سے باقاعدہ کوئی درسی کتب نہیں پڑھیں، لیکن ایک بزرگ استاذ کا احترام ہمیشہ میرے دل میں رہا۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے حضرات مجھے کہتے ہیں: ''عتیقی صاحب کے انداز میں جمال کے ساتھ جلال بھی ہے، مگر آپ کے ہاں وہ بہت مانوس ہیں۔'' الحمد للہ یہ ان کی محبت اور شفقت تھی کہ انہوں نے 20 سال کے قریب جامعہ رسولیہ کو ٹائم عنایت فرمایا۔

آپ کا آبائی وطن خطۂ کشمیر ہے؛ اس لیے آزاد کشمیر کے سنی علما اور تنظیمات کے ساتھ آپ کا گہرا رابطہ رہتا۔ کشمیر کے حوالے سے چلنے والی تحریکوں میں آپ بھرپور حصہ لیتے، سالہاسال سے یوم کشمیر 05 فروری کو داتا صاحب سے اسمبلی ہال اور پریس کلب تک عظیم الشان جلوس کی قیادت فرماتے۔

آپ نے دورِ طالبِ علمی سے ہی دینی تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، تحریکِ نظامِ مصطفیٰ، تحریکِ ختمِ نبوت، تحریکِ تحفظِ ناموسِ رسالت اور تحریکِ تحفظِ ناموسِ قرآن

میں جان دار کردار ادا کیا۔ جمعیت علمائے پاکستان، جماعتِ اہلِ سنت اور اہلِ سنت کی دیگر تنظیمات آپ کے فعال کردار کی شاہد ہیں۔

آپ کی زندگی کا ایک خوب صورت اور حسین پہلو یہ بھی ہے کہ اتنی قد آور اور علمی شخصیت ہونے کے باوجود آپ نے اپنی ذاتی تحقیق کے کوئی تفردات وضع نہیں کیے، ہمیشہ انصاف کے ساتھ رہے۔ بڑے بڑے لوگ اپنی ذاتی تحقیق میں پھسل جاتے ہیں، مگر علامہ عتیقی ہمیشہ اسلاف کی فکر پر کاربند رہے۔

آپ عوامی آدمی نہیں تھے علمی و فکری شخصیت تھے؛ اس لیے آپ کے جنازہ میں علما کا جم غفیر تھا۔

آپ کے وصال باکمال سے علمی دنیا سے وابستہ علما اور اساتذہ کی ذمہ داری اور بڑھ گئی ہے، کہ جس شوق، لگن اور کمال ذمہ داری کے ساتھ آپ نے مسندِ تدریس کا حق ادا کیا اس کو برقرار رکھا جائے۔

آبروئے اہلِ سنت جامعہ نظامیہ رضویہ کو اللہ تعالیٰ جزا دے، مجلہ "النظامیہ" کا ایک شمارہ علامہ عتیقی کی نسبت سے شائع کرنا لائقِ تحسین اقدام ہے۔

اللہ کریم اہلِ سنت کے مدارس کو، اساتذہ کو، ناظمین کو، طلبہ کو اور محبّین کو بڑھ چڑھ کر خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔

عتیقِ ملّت رحمۃ اللہ علیہ کی چند یادیں

تحریر: بابائے سُنّی صحافت مولانا محمد حفیظ نیازی

ایڈیٹر ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ

استاذ العلما، شیخ الحدیث، عالمِ نبیل، فاضلِ جلیل مولانا مفتی محمد گل احمد خان عتیقی قادری رضوی علیہ الرحمہ کو خالقِ کائنات جلّ جلالہٗ نے اپنے حبیبِ پاک ﷺ کے طفیل بے شمار اوصاف و کمالات سے نوازا تھا...زمانۂ طالبِ علمی سے ہی آپ میں صالحیت نمایاں تھی، جس کا فقیر بھی گواہ و مداح ہے۔

علامہ عتیقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت حلیم الطبع، خوش طبع اور خوش خُلق عالم... خدمت و تبلیغِ دین میں بڑی فعال و متحرک شخصیت... کہنہ مشق مدرس و بہترین مصنف... تاریخِ اسلام کی روشن روایات و عمدہ علامات کے امین...مذہبِ حق اہلِ سنت کے عظیم مبلغ و ناشر... گہرے قادری رضوی رنگ میں رنگے ہوئے عظیم مجاہد اور اپنے اسلاف کی امانتوں کے بہترین محافظ تھے... آپ کی اِن تمام خوبیوں کا اندازہ آپ کی حیات و خدمات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے، لیکن آپ کے تمام اوصاف میں سب سے نمایاں اور نرالا وصف عشقِ مصطفیٰ ﷺ ہے، جو آپ کی رگ رگ میں کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہوا تھا، جس کو آپ اپنی متاعِ زیست قرار دیتے تھے۔

صحابۂ کرام، اہلِ بیتِ عظام، حضرت غوثِ اعظم شیخ سید عبد القادر جیلانی، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت، امامِ اہلِ سنت الشاہ احمد رضا خان بریلوی اور

دیگر اولیاء و صلحا رضی اللہ عنہم کے تذکار اور احکام و مسائلِ شرعیہ کا اپنی ہر مجلس میں کثرت کے ساتھ بیان فرماتے تھے۔

چونکہ آپ گوجرانوالہ میں اہلِ سنت کی اولین معیاری دینی مرکزی درس گاہ جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم زینت المساجد کے اولین طلبہ میں سے تھے، اِسی لیے اپنے شیخِ اجازت نباضِ قوم قبلہ مفتی ابو داؤد محمد صادق قادری رضوی علیہ الرحمہ سے بطورِ خاص بڑی عقیدت و محبت رکھتے تھے... اپنے ایک تعزیتی مضمون میں وہ رقم طراز ہیں: ''... مرجع الفضلاء والعلما، صبر و استقلال کے کوہِ گراں حضرت علامہ مولانا مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی علیہ الرحمہ کے وصال سے ہر آنکھ اشک بار اور ہر دل سوگوار و بے قرار ہے... مَیں جب بھی اپنے محسن و مشفق نبّاضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے حاضر ہوتا تو آپ کے نورانی چہرہ کی زیارت سے مجھے قلبی تسکین حاصل ہوتی اور جس طرح مَیں نے اپنے بچپن میں آپ کو دیکھا تھا، آپ کا چہرہ ماشاء اللہ اُس سے بھی زیادہ بارونق ہوتا... آپ کے چہرے پر اللہ کی رحمتیں اور اللہ کا نور برس رہا ہوتا اور یہ دیکھنے سے ہی پتا چلتا اور بعد از وصال تو متبسم اور دمکتے ہوئے چہرۂ انور سے بحمدہٖ تعالیٰ اہلِ سنت کی حقانیت اور حضرتِ صادق کی صداقت کا خوب خوب چرچا و مظاہرہ ہوا...

راقم نے چند معروضات اِس لیے تحریر کیں؛ تاکہ نبّاضِ قوم علیہ الرحمہ کا تذکرہ اُمّت کی اصلاح اور میری نجات کا ذریعہ بنے۔

اظہارِ تشکر و تحدیثِ نعمت کے طور پر علامہ عتیقی رحمۃ اللہ علیہ اکثر یہ بھی کہا کرتے تھے کہ دیگر بے شمار احسانات کے علاوہ حضور نباضِ قوم علیہ الرحمہ کا مجھ پر سب سے بڑا

احسان یہ ہے کہ آپ نے مجھے آقائے نعمت، مخدومِ اہل سنت، نائبِ اعلیٰ حضرت، محدثِ اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید کروایا... جس پر مَیں آپ کا جتنا بھی شکریہ ادا کروں، وہ کم ہے۔"

دعا ہے کہ مولیٰ کریم اپنے حبیبِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے وسیلۂ جلیلہ سے حضرت علامہ گل احمد عتیقی صاحب کی خدماتِ دینیہ پر انہیں جزائے خیر عطا فرمائے، ان کے تلامذہ و متعلقین کو بھی ان کی طرح خدمت و تبلیغِ دین کا جذبۂ صادقہ عنایت کرے۔ عزیزم محمد عزیر احمد عتیقی اور عزیزم محمد عمیر احمد عتیقی سمیت جملہ اہلِ خانہ کو صبرِ جمیل نصیب فرمائے! آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم!

گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

تحریر: استاذ العلما مولانا قاری احمد رضا سیالوی

تاریخ میں اکابر کے ایسے تذکرے ملتے ہیں، جن سے انسان حیران و ششدر رہ جاتا ہے کہ الٰہی! کیا ایسی چنگاری بھی ہمارے خاکستر میں تھی! اُن کے تذکرے، اُن کے اوصاف، اُن کی صلاحیتیں اور خدمات ... سب چیزیں تخیلاتی معلوم ہوتی ہیں، لیکن اگر کسی ایسی شخصیت کی زیارت ورفاقت نصیب ہو جو اسلاف کے زُہد و وَرع، تقوٰی وطہارت، علم وفکر اور دانش و بینش کی امین ہو تو اسلاف کی تخیلاتی لگنے والی باتیں حقیقت ہونے کا یقین ہو جاتا ہے اور اکابر کی محبت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔

اسلاف کی سیرتوں کا مجسم نمونہ شخصیات میں سے ایک استاذی واستاذ الاساتذہ یادگارِ اسلاف شیخ الحدیث علامہ مفتی گل احمد خان عتیقی علیہ الرحمہ بھی تھے۔

آپ راقم کے دادا استاذ بھی تھے اور بلاواسطہ آپ سے تلمّذ کا شرف بھی حاصل رہا۔ دورِ طالبِ علمی سے تاوصال وقتاً وفوقتاً آپ کی خدمت کی سعادت بھی نصیب ہوتی رہی۔

آپ فقط کتبِ درسیہ کا گہرا اِدراک رکھنے والے ایک جلیل القدر مدرس ہی نہیں، بلکہ "استاذ گر" اور حقیقی معنوں میں "استاذ الاساتذہ" تھے۔ زینتِ مسندِ تدریس ہونے کے ساتھ ساتھ دیدہ وَر محقق اور کثیر التصانیف مصنف بھی تھے۔ اپنی دینی و منصبی اور

اخلاقی ذمہ داریوں کا بھرپور احساس کرتے ہوئے اُن سے عہدہ برآ ہونے کے لیے جان لڑا دینے والی شخصیت کے حامل تھے۔ وقت کی قدر و پابندی آپ کا نمایاں وصف و شعار ہے۔ قناعت پسندی و صبر کا عالَم یہ تھا کہ زندگی کے نشیب و فراز کا حرفِ شکایت زبان پر لانے کا تصوّر بھی نہیں۔ اصاغر نواز ایسے تھے کہ نہ جانے کتنے چھوٹوں کو اُن کے بڑے پن نے بڑا بنا دیا۔

آپ کے وصفِ مہمان نوازی کا بہت مرتبہ یوں بھی مشاہدہ ہوا کہ اگر آپ کے گھر میں کسی کام کے لیے حاضری ہوئی تو صاحب زادگان وغیرہ کی عدم موجودگی میں مطعومات و مشروبات کو اپنے دستِ مبارک سے اُٹھا لائے، مگر مہمان نوازی میں فرق نہیں آنے دیا۔

بلاشبہ آپ متعدد اوصافِ جمیلہ کے حامل اُمتِ مسلمہ کے لیے قدرت کا عظیم عطیہ تھے۔ آپ کے وصالِ پُر ملال پر یہ شعر یاد آتا ہے:

آتی ہی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو
گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

عتیقِ ملّت رحمۃ اللہ علیہ... ایک بے مثال مدرّس

تحریر: استاذ العلما مولانا محمد واحد بخش سعیدی

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے
ہزاروں رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تم پر
فنا کے بعد بھی باقی ہے شانِ رہبری تیری

خاکسار کے لیے یہ امر باعثِ مسرت وانبساط ہے کہ جہاں اپنی درس گاہ میں ولیٔ نعمت استاذ گرامی رئیس المدرسین والمتکلمین والمحدثین والمدقّقین حضرت علامہ مولانا گل احمد خان عتیقی نوّر اللہ مرقدہٗ کا تذکرہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں باللسان ازروئے تحدیثِ نعمت کرتا رہتا ہوں، وہاں اُن کا ذکرِ خیر بالقلم کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔

کتاب وسنت کے دائرے میں جو افراد مستحقِ مدح وثنا ہیں اُن نابغۂ روزگار شخصیات میں سے قبلہ استاذ گرامی نمایاں طور پر نظر آتے تھے۔ آپ کی ذات بے داغ آئینہ تھی جس میں علوم وفنون کے ہزاروں جلوے نظر آتے تھے۔ آپ بیک وقت محدث، مفسر، شارح، محشّی، منتظم، اصولی، محقّق، مصنف، مترجم، مدرس، ناقد، ادیب، مفتیٔ شرع اور فقیہ تھے۔

استاذِ گرامی خوش خلق، حلیم وبردبار، منکسر المزاج، کریم، طلبہ پر نہایت مشفق، عالم باعمل، متبع سنت تھے۔ آپ کی مسکراتی صورت اور درس گاہ میں آنے کی کیفیت، وقتِ تدریس تفہیم و تکلّم کا انداز، دورانِ اسباق ضحک و تبسم کا منظر بھی قابل دید تھا۔ کریم ورحیم استاذِ مکرم کے سایۂ عاطفت میں طالبِ علمی کا کیف آور زمانہ قلب میں عجیب تاثر پیدا کرتا رہتا ہے۔

استاذِ گرامی کو درسِ نظامی کی تمام کتب پڑھانے میں مہارتِ تامہ حاصل تھی۔ آپ کو تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصولِ فقہ، منطق وفلسفہ، علم کلام وعلم معانی پر یکساں عبور تھا۔ طلبہ آپ کے طریقۂ تدریس سے مطمئن ہوتے تھے اور کوئی نہ کوئی کتاب موصوف کے یہاں پڑھنے کے کوشاں رہا کرتے تھے۔ یہ چیز کامیاب مدرس ہونے کی بین دلیل ہوا کرتی ہے۔

پڑھانے کا انداز یہ تھا کہ عبارت خوانی کے بعد اولاً گزشتہ سبق کو موجودہ سبق سے مربوط کرنے کے لیے دہراتے، پھر نئے سبق کا ماحصل بیان فرماتے تھے، پھر طلبہ سے فرماتے کہ تقریر کردہ مطالب ومفاہیم کو کتاب پر منطبق کریں۔ ترجمۂ عبارت لفظی وبامحاورہ حسب ضرورت بیان فرمادیتے۔ مشکل مسئلہ کو خود سمجھ لینا ایسا دشوار نہیں جیسا کہ طلبہ کے ذہن میں مفہوم کا اتارنا ہوتا ہے، آپ مشکل ابحاث کو ایسے بیان فرماتے جیسا کہ سمندر کو کوزے میں بند کردیا ہے۔ آخر میں طلبہ سے سبق بیان کرواتے تھے۔

جن کے کردار سے آتی ہو صداقت کی مہک
ان کی تدریس سے پتھر بھی پگھل سکتے ہیں

محدثِ لاہوری مفتی گل احمد خان عتیقی رحمۃ اللہ علیہ

اور اصاغر نوازی

تحریر: مولانا مفتی ضمیر احمد مرتضائی، ناظمِ اعلیٰ ادارۃ الاسلام لاہور

استاذ الاساتذہ شیخ المحدثین محدث لاہوری مفتی محمد گل احمد خان عتیقی رحمۃ اللہ علیہ میں اصاغر نوازی بہت زیادہ تھی۔

آپ کے زیرِ سایہ جامعہ ہجویریہ لاہور میں پانچ سال تدریس کرنے کا موقع ملا، لحمہ بہ لحمہ حوصلہ افزائی بھی فرماتے اور حسبِ ضرورت تدریس کے رہنما اصول بھی ارشاد فرماتے۔

ایک روز آپ نے میرا شرح عقائدِ نسفیہ کا سبق سنا تو بعد میں فرمانے لگے: مَیں نے آپ کا سبق مکمل سنا ہے اور دل خوش ہوا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی تدریس میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔

قبلہ استاذِ گرامی کی تدریس میں ایک بہت بڑی بات یہ تھی کہ آپ کتاب کے حواشی پر ہونے والی سوال و جواب پر مبنی گفتگو کو اپنی تقریر میں سلیس طریقے سے جامع طور پر ارشاد فرما دیتے۔

2015ء سے 2020ء تک جامعہ ہجویریہ میں بندۂ ناچیز تخصص فی الفقہ کی کلاس پڑھاتا رہا۔ اس دوران قبلہ استاذِ گرامی افتاء کے خاص اصول اور مشقِ افتاء کے بہترین

ضوابط ارشاد فرماتے اور فرمایا کرتے: محض اصول پڑھنے سے بندہ مفتی نہیں بنتا، جب تک ان کے مطابق مشق نہ کی جائے۔ فتوٰی میں آپ علامہ ابن عابدین شامی اور اعلیٰ حضرت علیہما الرحمہ کے اقوال کو ترجیح دیتے اور اسی پر عمل کا حکم فرماتے تھے۔

آپ اکثر علمائے کرام کو بیعت و ارشاد کے حوالے سے ترغیب دیتے تھے کہ اگر آپ لوگ بیعت نہیں کریں گے تو جاہل اس منصب پر براجمان ہو جائیں گے۔ اسی پیرائے میں آپ نے بھی اپنی عمر کے آخری سالوں میں بیعت کرنا شروع فرمادیا تھا اور علما میں سے جو آپ کی بیعت نہیں تھے اُنھیں بھی وظائف وغیرہ کی اجازت عطا فرما دیتے تھے۔ ناچیز کو شمع شبستان رضا اور دیگر کئی وظائف کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔

آپ قبلہ استاذِ گرامی استاذ العلما حافظ محمد عبد الستار سعیدی صاحب مد ظلہ العالی اور قاری محمد عارف سیالوی صاحب کا بہت ذکرِ خیر فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ پنڈی والے میرے طلبہ بڑے وفادار ہیں۔

بندۂ ناچیز کی کتاب سوانح مشائخ مرتضائیہ، نیز مناظرہ رشیدیہ کے عربی حاشیہ پر آپ نے تقریظ رقم فرمائی۔ جس کے حاشیے میں بندۂ ناچیز نے جب بھی آپ کا حوالہ دیا تو آپ کو محدثِ لاہوری کے لقب سے ذکر کیا ہے۔ بسترِ علالت پر ہسپتال میں آپ نے میرے مشکوٰۃ المصابیح کے عربی حاشیہ پر بھی تقریظ رقم فرمائی۔

قبلہ استاذِ گرامی محدثِ لاہوری مفتی محمد گل احمد خان عتیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سندِ مشکوٰۃ المصابیح درج ذیل ہے:

الشیخ رئیس المدرسین المحدث اللاهوری أستاذ العلماء و المحدثین مفتی گل احمد خان العتیقی، عن عمدة المدققین الشیخ العلامة مولانا غلام علی او کاروی قرأ علیه مشکوة المصابیح، وكلّ منهما مجازٌ عن مفتی باکستان الأعظم رأس المحدثین العلامة أبی البرکات السید أحمد القادری والذی أجازه شیخه وأبوه العلامة إمام المحدثین السید محمد دیدار علی الرضوی النقشبندی بالقرآن العظیم والصحاح الستة والسنن والمسانید والمعاجم وتفاسیر القرآن العظیم، والذی قد عرض الصحاح الستة وغیرها علی الشیخ الأجلّ المولی أحمد علی السهار نفوری، وقد أجازه الشیخ المشتهر فی الأفاق الشاه محمد إسحاق المحدث الدهلوی، و قد أجازه جده و شیخه شیخ مشائخ الهند المولی الشیخ عبد العزیز المحدث الدهلوی بن الشیخ الإمام الشاه ولی الله المحدث الدهلوی رحمهم الله تعالیٰ۔

(ب) إمام أهل السنة والجماعة مولانا أحمد رضا خان الحنفی القادری البریلوی، وهو مجاز عن شیخه الکریم زبدة العارفین مولانا السید الشاه آل رسول المارهروی، عن العارف بالله مولانا نور بن أنوار، عن ملك العلماء بحر العلوم عبد العلی اللکنوی، و اسانیده مذکورة فی الدر المنظوم فی اسانید بحر العلوم۔

والشیخ المارهروی مجازٌ عن محدث الهند المشهور فی العرب والعجم المولی الشاه عبد العزیز المحدث الدهلوی بن الشیخ الإمام الشاه

ولی اللہ المحدث الدهلوی رحمهم الله تعالیٰ۔

قد انتهى أسانيد المشايخ الى مركز الأسانيد سراج الهند شيخ المشايخ الشاه محمد عبد العزيز المحدث الدهلوی، عن أبيه الشيخ احمد المدعوب شاه ولی الله المحدث الدهلوی (م: 1176ھ) وهو يروی (1) عن أبيه الشيخ أبی الفيض الشاه عبد الرحيم بن وجيه الدين الدهلوی الفاروقی نسبًا (م: 1131ھ) قراءة وسماعة بالضبط والتحقيق عن الشيخ مير زاهد بن محمد أسلم الهروی الهندی ثم الكابلی (م: 1101ھ) المجاز فی الطريقة النقشبندية من خواجه محمد معصوم النقشبندی السرهندی، عن العلامة ميرزا محمد فاضل الحنفی البدخشانی ثم اللاهوری (م: 1051ھ)، عن الشيخ يوسف الكوسج القراباغی عن الشيخ حبيب الله ميرزا جان الشيرازی الباغنوی (م: 994ھ)، عن جمال الدين محمود بن عبد الله بن محمود الشيرازی (م: 932ھ)، عن المحقق جلال الدين محمد بن أسعد الصديقی الدوانی (918ھ)، عن أبيه أسعد الدوانی عن شرف الدين عبد الرحيم بن عبد الكريم الجرهی (م: 828ھ) عن أبی المكارم علی بن مبارك شاه الصديقی الساجی عن الامام حجة الله فی الأرض إمام المحدثين ولی الدين أبی عبد الله محمد بن عبد الله الخطيب التبريزی مؤلف مشكوة المصابيح (م: 742ھ) رحمة الله تعالیٰ عليهم۔

(2) وعن أبي طاهر محمد بن ابراهيم بن حسن الكردى المدنى الشافعى (م : 1145ھ) قرأ الشاه ولى الله عليه بعض أحاديث المشكوة، وهو يروى عن أبيه الشيخ ابراهيم الكردى (م : 1101ھ)، عن الشيخ أحمد بن محمد بن يونس البدرى القشاشى (م : 1071ھ)، عن الشيخ أحمد بن على بن عبد القدوس الشناوى(م : 1028ھ)، عن الشيخ السيد غضنفر بن السيد جعفر النهروالى، عن الشيخ محمد سعيد بن خواجه كوهى المعروف ب "مير كلاں" الأكبر آبادى (م : 983ھ)، والشيخ على بن سلطان القارى شارح مشكوة المصابيح أيضا مجاز عن منبع العرفان الشيخ مير كلان من المشايخ النقشبندية وهو كان فى عصره شيخ مكة، عن السيد نسيم الدين محمد بن عطاء الله الحسينى المعروف ب ميرك شاه، عن أبيه جمال الدين عطاء الله بن السيد فضل الله الحسينى الشيرازى الدشتكى (م : 932ھ)، عن عمه أصيل الدين عبد الله بن عبد الرحمٰن الشيرازى الدشتكى (م : 883ھ)، عن مسند الوقت و محدث العصر شرف الدين عبد الرحيم بن عبد الكريم الجرهى الصديقى (م : 828ھ)، عن علامة عصره امام الدين على بن مبارك شاه الصديقى الساوجى وهو عن مؤلف الكتاب ولى الدين محمد بن عبد الله بن الخطيب التبريزى (م : 741ھ) رحمهم الله تعالىٰ۔

عتیقِ ملّت رحمۃ اللہ علیہ.... گم نام نامورِ زمانہ

تحریر: مولانا محمد طاہر عزیز باروی، ناروے، فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

تاریخِ اسلامی کے جو گم نام ''نامورِ زمانہ'' عصرِ موجود میں اِس اُمّت کے ماتھے کا جھومر رہے اُن کی مختصر ترین فہرست بھی تیار کی جائے تو اُس میں استاذ الاساتذہ علامہ مفتی گل احمد خان عتیقی رحمۃ اللہ علیہ کو جگہ دیے بغیر تاریخ کے ساتھ انصاف نہیں ہو پائے گا۔

ممدوحِ گرامی ہماری اسلامی تاریخ کی اُن چند مایہ ناز شخصیتوں میں سے تھے جنہوں نے اپنی زندگی کتابِ الٰہی، حدیثِ نبوی اور ان کی تفہیم و تدریس کے معاون علوم کی تدریس و ترویج میں گزاری، گویا آپ وہ ہستی ہیں جس نے نصف صدی سے زائد عرصہ دینِ اسلام کی خدمت کی، اسی مشن میں اپنے سیاہ بالوں کو سفید کیا، اپنے بچپن کو بڑھاپے کی دہلیز پہ لا کھڑا کیا اور اسی مشن پر ہی انہوں نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

جھونکے نسیمِ خلد کے ہونے لگے نثار
جنت کو اس گلاب کا تھا کب سے انتظار

ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنے والے اس بات پر شاہد و ناطق ہیں کہ وہ ایک دقیق النظر، جدید الفکر، علومِ عربیہ کا خزانہ، علومِ ادبیہ کا یگانہ، علومِ عقلیہ کے ناقد، علومِ دینیہ کے ماہر، گوشۂ علم کے معتکف، ایک دنیائے معرفت، ایک کائناتِ علم، ایک گوشہ نشینِ مجمعِ کمال، دقیقہ سنج دماغ، نکتہ رس ذہن کے حامل، فی الواقع شخصیتِ مفرد لیکن ایک جہانِ دانش، ایک بے نوا سلطانِ ہنر اور اپنی دنیا کے آپ بادشاہ تھے۔

وہ زندگی میں سادگی و خاکساری، شوقِ گم نامی و خشیتِ الٰہی، خشوعِ قلب اور تقوٰی و ورع کی تصویر، دُنیا کی دولت سے بے نیاز، اہلِ دنیا سے مستغنی، انسانوں کے ردّ و قبول اور عالَم کی داد و تحسین سے بے پروا، زہد و قناعت کی ٹکسال میں ڈھلی ہوئی ایک منفرد منکسر المزاج شخصیت کے حامل، جو ذوقِ عبادت اور ولولۂ عبدیت سے مست و بے خود تھے۔ ہر وہ آدمی اس بات کی صدقِ دل سے گواہی دے گا جس نے ان کی مجلس کی برکت سے حظ اٹھایا ہے۔

سچی بات ہے کہ انہوں نے جتنی محنت، مشقت، مستعدی، تن دہی اور جان ماری کر کے علومِ دینیہ حاصل کیے اُس سے کہیں زیادہ مشقت انہوں نے اِن علوم کی تدریس میں بھی اٹھائی۔ زمانۂ طالبِ علمی میں اگر وہ میلوں کا سفر پیدل اور واقعی پیدل کرنے سے نہیں ہچکچائے تو تدریس کے عشق نے انہیں برسوں پبلک ٹرانسپورٹ کی صعوبتوں کی طرف متوجہ ہی نہیں ہونے دیا۔ وہ طویل عرصہ شیخوپورہ سے ہائی ایس کے ذریعے اندرون لوہاری جامعہ نظامیہ رضویہ زادھا اللہ شرفًا و تکریمًا میں تدریس کے لیے تشریف لاتے رہے اور ناغہ تو کجا! وقتِ مقرر سے تاخیر بھی اپنے مشن اور اپنی مستقل مزاجی میں حائل نہ ہونے دی۔

ہر قدم پر ہوتی ہے سیلِ حوادث پائے بوس
یہ ہماری زندگی ہے جس پہ یہ کچھ ناز ہے

میرا جامعہ نظامیہ میں ابتدائی دور تھا، کئی بار اپنی آنکھوں سے دیکھا صبح اسمبلی سے بھی کچھ دیر قبل ہاتھ میں ایک سیاہ بیگ تھامے جامعہ کے صدر دروازے سے

انہوں نے نمودار ہونا اور سیدھا اپنے کلاس روم میں جا کے مسند نشین ہو جانا۔ ان کی اِس محبت کے آڑے، نہ ان کی پیرانہ سالی آئی اور نہ طوالتِ سفر۔ وہ فقیرِ بے رِیا اپنی موج میں قال اللہ اور قال الرسول کا درس دیتا رہا۔ درس و تدریس سے ان کے شغف کا عالَم کیا تھا! مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر.. وہ بسترِ مرگ پر تھے، گلاب دیوی ہسپتال کے بیڈ سے اپنے ایک شاگرد برادرم علامہ مفتی ضمیر احمد مرتضائی فاضل جامعہ نظامیہ کی ایک کتاب پر اپنے مفصل تاثرات اور شان دار تقریظ ریکارڈ کروائی۔

الطاف حسین حالی نے کیا نقشہ کھینچا!

انہی سے ہے آباد ہر ملک و دَولت
انہی سے ہے سرسبز ہر قوم و ملت
انہی پہ ہے موقوف قوموں کی عزت
انہی سے سب رُبعِ مَسکُوں میں برکت
دم ان کا ہے دُنیا میں رحمت خدا کی
انہی کو ہے پھبتی خلافت خدا کی

نصف صدی سے بھی زائد عرصہ انہوں نے اپنے تدریسی عمل کو بغیر کسی قسم کے تعطل کے جاری رکھا، درسِ نظامی میں شامل جمیع علوم و فنونِ عالیہ و آلیہ کی تدریس کی اور اپنا سکہ منوایا اور وطنِ عزیز کے نامور، بلکہ شہرۂ آفاق مدارس میں وہ مسندِ تدریس کی زینت رہے۔ کئی دہائیاں بخاری پڑھانے کا اعزاز بھی ان کے پاس تھا۔ اِس اعزاز کے سامنے صدارتی تمغے اور گولڈ میڈل کیا حیثیت رکھتے ہیں!

تلامذہ میں شیخ الحدیث علامہ محمد عبد الستار سعیدی جیسا معقولات و منقولات کا جامع، شیخ الحدیث علامہ محمد صدیق ہزاروی جیسا صاحبِ قلم ادیب، مترجم و شارح، علامہ قاری محمد عارف سیالوی جیسا منتظم، شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر فضل حنان سعیدی جیسا مدبّر و صاحبِ حکمت استاذ، شیخ الحدیث علامہ محمد ظہیر بٹ فریدی جیسا دل نشیں مدرس، استاذ گرامی علامہ خادم حسین رضوی (وہیل چیئر والے باباجی) جیسے مجاہد سمیت بلاشبہ ان کے تلامذہ میں ہزاروں اساتذہ، مدرسین، محدثین، علما اور خطبا موجود ہیں۔ یہ سلسلۃ الذہب تا قیامِ قیامت ان کے علمی فیضان سے دُنیا کو سیراب کرتا رہے گا۔

وہ خدماتِ دینیہ کے جوہر سے واقف تھے کہ رجال ہی مایۂ قوم اور اصل شرف ہوا کرتے ہیں؛ اسی لیے انہوں نے اس باب میں ایسے ایسے نایاب ہیرے تراشے کہ یہ قوم صدیوں ان کا احسان نہیں بھلا سکے گی۔

ایک سورج تھا کہ تاروں کے گھرانے سے اٹھا
آنکھ حیران ہے کیا شخص زمانے سے اٹھا

طبیعت میں مزاح کا عنصر بھی بہت کمال کا تھا، ضعف و نقاہت کے پیشِ نظر ان کا گلا اکثر خراب رہتا، چنانچہ اُن کی کلاس میں چھوٹے لاؤڈ اسپیکر کا انتظام تھا، ایک بار ابھی کلاس شروع ہوئی تھی کہ آپ کے بولنے سے پہلے ہی ایک طالبِ علم نے کہہ دیا: استاذ جی! آواز نہیں آرہی۔ فوراً فرمانے لگے: او بھائی! مَیں بولوں گا تو آواز آئے گی نا! تمہارا کیا خیال ہے، میرے مسند پہ بیٹھتے ہی افلاک سے آوازیں آنے لگتی ہیں؟

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی ابو الطیب طبری رحمۃ اللہ علیہ کی بذلہ سنجی سے متعلق

لکھا کہ آپ نے ایک موچی کو جوتے مرمت کرنے کے لیے دیے، وہ کسی وجہ سے بہت سستی سے کام لے رہا تھا اور روز ٹال مٹول کرتا۔ جب آپ کو آتا دیکھتا جوتوں کو پانی میں ڈال دیتا اور کہتا جلد ہی آپ کا کام ہو جائے گا۔ ایک دن آپ اس کے پاس رُکے اور دیکھا کہ آپ کے جوتے اسی طرح پانی میں پڑے ہوئے ہیں دیکھ کے کہنے لگے: **إِنَّمَا دَفَعْتُهُ إِلَيْكَ لِتُصْلِحَهُ، لَا لِتُعَلِّمَهُ السِّبَاحَةَ**۔ مَیں نے تمہیں جوتے اِس لیے دیے تھے کہ تم انہیں ٹھیک کر دو، اس لیے نہیں کہ تم ان کو تیراکی سکھاؤ۔ (1)

حضرت عتیقی صاحب کو اپنے تلامذہ اور اپنے شاگردوں کے پاس پڑھنے والے طلبہ سے بہت پیار تھا۔ اپنے تلامذہ پر کس قدر شفیق اور ان کی صلاحیتوں پر کس قدر وہ نازاں ہوتے، اس کا اندازہ ان کی درج ذیل چند سطروں سے لگائیں جو اُنہوں نے آج سے تینتیس سال قبل اپنے ایک عزیز ترین شاگرد شیخ الحدیث علامہ حافظ محمد عبد الستار سعیدی کی کتاب "تعلیم المنطق" کی تقریظ لکھتے ہوئے رقم کیں:

> اور ان کی بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ بہترین خطیب اور انتہائی محنتی و تجربہ کار استاذ ہیں۔ آپ طویل سے طویل تر بحث کو چند جملوں میں سمیٹ کر طلبہ کے ذہن میں ڈال دیتے ہیں اور مشکل سے مشکل تر مسئلہ نہایت سہل انداز میں طلبہ کو سمجھا دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جامعہ نظامیہ کی تمام چھوٹی بڑی کلاسوں کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ ہمارے اسباق حافظ صاحب کے پاس ہوں۔

---

[1] سیر اعلام النبلاء، ج:17، ص:669

شیخِ اقدس حافظِ ملّت مدظلہ نے شاہدرہ میں اپنا گھر تعمیر کیا اور اس کے افتتاح کے موقع پر اپنے اساتذۂ کرام اور دیگر مخلصین و معتقدین کو مدعو کیا، گھر کا راستہ خاصی بل کھاتی گلیوں پر مشتمل تھا، مگر آپ کا حسنِ انتظام اپنی مثال آپ، بلکہ ایک ضرب المثل ہوتا ہے، ہر گلی کے کونے پر ایک خادم، مہمانان گرامی کی راہ نمائی کے لیے ایستادہ تھا۔ استاذ علامہ عتیقی علیہ الرحمہ نے گھر میں جلوہ افروز ہونے کے بعد جب گفتگو کی تو فرمانے لگے: مَیں جب گھر سے نکلا تو خیال تھا کہ گھر کا پتا مکمل معلوم نہیں، نہ جانے کیسے پہنچ پاؤں گا! لیکن پھر خیال آیا حافظ صاحب کا گھر اور اُن کا ہی پروگرام ہے، ان کے انتظام کی کوئی مثال نہیں ملتی، انہوں نے یقیناً اہتمام کیا ہوگا اور جب مَیں پہنچا مین سڑک سے گلی کی جانب اُترا تو ہر گلی کی نکر پر ایک راہ نما موجود تھا، تو میں اپنے رفیقِ سفر سے کہہ رہا تھا: ایسا انتظام حافظ صاحب ہی کر سکتے ہیں۔

شیخِ اقدس علامہ حافظ محمد عبد الستار سعیدی سے زیادہ طلبہ میں محبوب استاذ اور کوئی نہ دیکھا، ہر ایک اس بات کا دعوے دار اور دلائل رکھتا ہے کہ شیخِ گرامی سب سے زیادہ اس پہ شفیق ہیں، شیخِ گرامی بھی اپنے اساتذہ سے ٹوٹ کر محبت کرتے ہیں۔ ان کے اساتذہ میں ایک بڑا نام علامہ مفتی محمد گل احمد خان عتیقی کا بھی ہے۔

مجھے بہت عرصہ شیخِ اقدس کی گاڑی چلانے کا شرف حاصل رہا اور پاکستان بھر کے اسفار آپ کے ساتھ کیے ہیں۔ اکثر و بیشتر سفر پر جاتے وقت یا لاہور واپسی پر شیخِ گرامی اچھی خاصی خریداری کرتے اور جامعہ جانے سے پہلے وہ سارا سامان استاذ علامہ گل احمد خان عتیقی علیہ الرحمہ کے گھر پہنچاتے، پھر جامعہ کی جانب عازم ہوتے۔

ماہِ رمضان المبارک کا تو شاید یہ ہر عشرے کا معمول تھا سحری و افطاری کے جملہ اخراجات حضرت حافظِ ملّت اپنے استاذِ گرامی کی خدمت میں پیش کرتے۔

استاذ علامہ عتیقی صاحب ہر ایک کے منصب کا احترام کرتے چاہے کوئی اپنے سے چھوٹا ہو، اس کے منصب کے مطابق اس کے ساتھ توقیر کا معاملہ روا رکھتے۔ حضرت مفتی محمد رمضان سیالوی صاحب ان کے شاگرد اور ان کے شاگردوں کے شاگرد ہیں، مگر خود مفتی صاحب بتاتے ہیں کہ جب بھی حاضر ہوتا کھڑے ہو کر استقبال فرماتے اور میں ہر بار عرض کرتا استاذ جی نہ شرمندہ کیا کریں، مَیں آپ کے شاگردوں کا شاگرد ہوں۔ فرماتے بھائی محمد رمضان !مَیں یہ سب جانتا ہوں، مگر پلیٹ کو سلام ہے، آپ کے نام کے ساتھ ''خطیب دربار داتا گنج بخش علیہ الرحمہ'' کی پلیٹ لگی ہوئی ہے، اس کا احترام میرے دل میں ہے۔ یہاں سے اندازہ لگائیں کہ وہ کس قدر عظیم انسان تھے۔

عرب کہتے ہیں کہ وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔ عتیقی صاحب علیہ الرحمہ کشمیری ہونے کے ناطے خطۂ کشمیر سے والہانہ محبت رکھتے اور ہر سال باقاعدہ طور پر کشمیر کے حق میں نکلنے والے جلوس، جلسے اور ریلیوں میں ضرور شرکت کرتے اور ہمیشہ کشمیر کاز میں مستعد رہتے۔

تیس سے زائد کتب لکھنے والا مصنف، نصف صدی سے زائد عرصہ میدانِ تدریس کا شہسوار، دہائیوں تک بخاری پڑھانے والا استاذ جب اس دنیا سے گیا تو اس کا ذاتی مکان بھی نہیں تھا، یہ بات کچھ تلخ ضرور ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ اہلِ سنت کی علمی ناقدری یا عدمِ توجہی کی ایک بڑی مثال علامہ مفتی گل احمد خان عتیقی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

انہوں نے معمولی سی تنخواہوں پر ملک کے بڑے بڑے مدارس میں اپنی خدماتِ دینیہ جاری رکھیں، مگر کبھی بھی اپنی زبان کو شکوہ آشنانہ ہونے دیا۔ وہ کروڑوں روپے کے روزانہ کے نذرانے وصول کرنے والے دربار ''دربار عالی حضرت داتا گنج بخش'' کے مدرسہ جامعہ ہجویریہ کے سب سے سینئر شیخ الحدیث تھے، مگر ان کی تنخواہ چار صد روپے، جی! نصف جس کا دو سو روپے ہوتا ہے وہ چار سو روپے ایک پیریڈ کی ان کی تنخواہ تھی۔ گویا بارہ سو روپے دن کا مشاہرہ۔ اِس کے علاوہ اُن کا ذریعۂ آمدن کوئی نہ تھا۔

ایک عرصے تک جامعہ رسولیہ شیرازیہ اُن کے رہائشی اخراجات برداشت کرتا رہا، بعد میں رہائش کے مسائل بھی درپیش ہوئے تو اُن کے مکان کا ماہانہ کرایہ خطیب جامع مسجد دربار حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ اور جامعہ ہجویریہ کے دیگر اساتذۂ کرام اپنے قائم کردہ ایک فنڈ سے ادا کرتے رہے، پھر یہ ذمہ داری مفتی عبدالرحمان قمر صاحب (امریکہ) نے سنبھال لی، مگر چند ماہ بعد ہی استاذ عتیقی صاحب راہیٔ ملکِ بقا ہو گئے۔

یہ باتیں کسی کو ہضم ہوں یا نہ ہوں! لیکن خدا کو شاہد بنا کر صرف اِس لیے لکھ رہا ہوں کہ شاید ہماری ترجیحات اور توجّہات کا زاویہ بدلے اور ہم اس طرح کس مپرسی کے شکار کسی عالِم کو تلاش کریں اور اسے دنیاوی معاملات سے بے نیاز کر کے اس کی تمام تر توجہ کا مرکز دینی خدمات کو بنا سکیں۔

جو قوم ایک نعت خواں کو لاکھوں ایک رات کے ادا کر سکتی ہے، سینکڑوں عمرے کے ٹکٹ ایک ایک محفلِ نعت پہ دے سکتی ہے وہ ایک عالمِ ربانی کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے! جسے رسولِ خدا ﷺ نے اپنا وارث قرار دیا ہے! علم یوں ہی رُلتا رہا تو

کہیں تمہاری یہ محافلِ نعت تمہارے منہ پر نہ مار دی جائیں!

خدا بخشے! مفتی محمد اقبال چشتی کہا کرتے تھے: مَیں نے ایک بار مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ (معمارِ جامعہ نظامیہ رضویہ) کی خدمت میں عرض کیا: استاذ جی! اجازت دیں، مَیں مزید تعلیم نہیں جاری رکھ سکتا۔ وجہ پوچھی تو میں نے کہا: میرے گھر میں بھوک ناچتی ہے، ماں باپ بھوک سے تڑپیں گے تو مجھے کنز وقدوری کیسے لطف دے سکتی ہیں! حضرت مفتی صاحب کا چہرہ سرخ ہوا اور یک دم بڑے ہی نرم انداز میں گویا ہوئے: او بالے! کتنے پیسے کما لے گا مزدوری کر کے اور کتنے میں تمہارا گھر چل جائے گا؟ میں نے کہا: استاذ جی تین ہزار۔ فورًا فرمایا: جب تک تُو جامعہ سے فارغ نہیں ہو جاتا مَیں تمہیں ہر ماہ تمہارا اور تمہارے گھر کا خرچ دیا کروں گا، مگر تم نے پڑھائی نہیں چھوڑنی۔ مفتی اقبال مرحوم رُو کر کہا کرتے: جس دن اساتذہ کو تنخواہ ملتی، مجھے بھی حسبِ وعدہ میرا جیب خرچ اور میرے گھر کے اخراجات مل جاتے۔

مجھے یاد ہے ڈیرہ غازی خان میں خطاب کرتے ہوئے اپنی پوری قوت کو جمع کر کے کہا تھا: لوگو! جامعات کی خدمت کیا کرو، کہ تمہارے پیسوں سے کوئی مفتی عبد القیوم کسی اقبال کو ڈھور ڈنگر چرانے کے بجائے رسول اللہ ﷺ کے دین کا مبلغ بنا سکے۔

زندگی بھر مجھے یہ جُرم اندر ہی اندر گھائل کرتا رہے گا کہ مَیں نے حضرت قاری غلام فرید الحسنی صاحب کے ساتھ پروگرام بنایا تھا کہ پاکستان پہنچتے ہی ان کی خدمت میں حاضری دوں گا اور کچھ رقم پیش کروں گا، مگر بدقسمتی پاکستان جا کے ایسا مصروفیات میں گھرا کہ ان کے جنازے میں ہی شریک ہو سکا! فیا حسرتاہ! واہ رے حرمان نصیبی!

وہ مجھ پہ اس قدر شفیق تھے کہ یورپ سے ایک عـالمِ دین گلاب دیوی ان کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے تو سلام دعا کے فورا بعد پوچھا: ہمارا طاہر عزیز بھی وہیں کہیں ہوتا ہے، اس سے کوئی میل ملاقات ہوتی ہے یا نہیں؟ مجھے اس دن معلوم ہوا کہ انہیں میرا نام بھی آتا ہے، ورنہ عرصہ ہوا ان سے ملاقات نہ ہو سکی تھی۔

کچھ عرصہ قبل جب شیخِ اقدس کے حوالے سے ایک سرکاری افسر اور چند رافضی مولویوں نے ہرزہ سرائی کی تو میں نے سوشل میڈیا کے ذریعے ان کو منہ توڑ جوابات دیے، اِس پہ وہ بے حد مسرور تھے اور اس پر انہوں نے کئی مقامات پر تحسین فرمائی اور فرمایا کہ شاگرد کو استاذ کے معاملے میں ایسے ہی ہونا چاہیے۔

میری شدید خواہش ہے کہ کوئی ایسا فنڈ قائم کیا جائے جس کے ذریعے عرصہ تیس سال سے زائد تدریسی خدمات سر انجام دینے والے سُنّی علما کی خدمت کا کوئی سلسلہ شروع ہو... ان کے بچوں کی شادیوں کے سلسلے میں، مکانات کی تعمیر اور خصوصًا بیماری وغیرہ کے موقع پر اُن کو کم از کم یہ احساس دلایا جائے کہ آپ کی خدمات کی قوم کو قدر ہے اور یہ اس کا اعزازیہ ہے۔ میں الحمد للہ اس پر کچھ عرصے سے کام کر بھی رہا ہوں، مگر ایک آدمی کیا کر سکتا ہے اس پر تو ہمارا کثیر اثاثہ خرچ ہونا چاہیے تھا، مگر...

اُٹھ گئی ہیں سامنے سے کیسی کیسی صورتیں

روئیے کس کے لیے کس کس کا ماتم کیجیے!

مدینہ شریف اور مقامِ ابواء کی یادیں

تحریر: مولانا محمد عرفان القادری، خطیب جامع مسجد گلزارِ مدینہ فتح جنگ ضلع اٹک

کشمیر کے معروف ضلع مظفر آباد کی تحصیل ہٹیاں کے گاؤں سربن میں پیدا ہونے والے عظیم مدرس، مجاہد شخصیت شیخ الحدیث قبلہ مفتی گل احمد خان عتیقی رحمۃ اللہ علیہ انتہائی ملنسار با اخلاق اور پُر وقار شخصیت کے حامل، غیرت مند، خود دار، مہمان نواز، دوسروں کے دکھ سکھ میں شریک ہونے والے اور پیار محبت کا درس دینے والے تھے۔

اپنے دوست احباب کو عزت دینا اور عزت کی نگاہ سے دیکھنا نہ صرف جید علما کی عزت اور احترام کا خیال کرنا، بلکہ اپنے پاس آئے ہوئے اپنے تلامذہ کو بھی عزت کی نگاہ سے دیکھنا، ان کی مہمان نوازی کرنا خدمت کرنا دعاؤں سے نوازنا... یہ ساری چیزیں آپ کی مبارک زندگی میں شامل تھیں۔

اپنے پاس آنے والے معزز علمائے ذوی الاحتشام اور راسخ العقیدہ علماء و مدرسین کو سندِ حدیث اور باقاعدہ اجازت دینا، چاروں سلاسلِ طریقت میں خلافت کے بعد بیعت کی اجازت دینا، پند و نصائح ارشاد فرمانا، حزب البحر شریف اور دلائل الخیرات شریف و دیگر بہت سارے وظائف کی اجازت دینا... یہ آپ ہی کا خاصہ تھا۔

مَیں آپ کو قبلہ مفتی صاحب سے مدینۃ الرسول زادھا اللہ شرفا وتعظیما میں ہونے والی یادگار ملاقات کی یادیں بتلانا چاہتا ہوں جو میری زندگی کا کل اثاثہ بھی ہیں اور تا صبحِ قیامت کبھی نہ بھولنے والی خوبصورت یادیں بھی ہیں۔

عالمی وبا کرونا سے قبل 2019ء نومبر کا آخری عشرہ تھا، ہم مدینۃ الرسول میں مسجدِ نبوی شریف میں حاضر تھے، ایک دن اچانک ریاض الجنہ شریف کے سامنے پہلی چھتریوں کے نیچے قبلہ عتیقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوئے، قریب گیا، ملاقات کے لیے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: تم وہ اٹک والے قادری صاحب ہو؟ میں نے کہا: جی بالکل وہی ہوں۔

پھر روزانہ ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ ایک دن ادھر ہی پہلی چھتریوں کے نیچے عین گنبدِ خضرا شریف کے سامنے میں نے کہا: حضور! مدینہ شریف میں اس سے قبل بھی تین چار مرتبہ حاضری کی سعادت حاصل ہو چکی ہے، زندگی کی ایک بڑی خواہش ہے مقامِ ابواء شریف حاضری دی جائے، حضرت سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا کے مزارِ پُر انوار پر۔ مَیں نے جب یہ جملے کہے استاذِ مکرم رحمۃ اللہ علیہ نے گنبدِ خضرا شریف کی طرف دیکھا اور آپ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ مجھے آج بھی وہ لمحات یاد آتے ہیں تو آنکھوں سے آنسو برسنا شروع ہو جاتے ہیں۔ استاد جی تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گئے، جب آپ نے بات شروع کی تو فرمایا: مجھے بھی کافی دفعہ یہاں پر حاضری کا شرف حاصل ہے، لیکن میری بھی ایک زندگی کی بڑی خواہش ہے مقامِ ابواء شریف حاضری دی جائے! اللہ کرے کبھی حسرت پوری ہو! حضور ضرور مہربانیاں فرمائیں گے۔ پھر گنبدِ خضرا شریف کی طرف دیکھ کر عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! ہم آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس جانا چاہتے ہیں! ہم امی جان کے پاس جانا چاہتے ہیں!

استاذ جی کے اس مبارک انداز، خوب صورت ادا کی وجہ سے اگلے کچھ گھنٹے تو یوں

سمجھیں کہ مسجدِ نبوی شریف میں آتے جاتے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے بس ہمارے اندر مقامِ ابواء شریف، مقام ابواء شریف، حضور ﷺ کی بارگاہ میں آتے تو رو پڑتے، مواجہہ شریف حاضری دیں تو اپنی جھولی پھیلا لیں، اپنا دامن کھول لیں کہ یارسول اللہ! اپنی والدہ ماجدہ کے پاس حاضری کی توفیق بخشیں! اجازت عطا فرمائیں!

اگلے ہی روز شہر لاہور میں رہنے والے محترم خرم دستگیر صاحب نے مجھے ظہر کی نماز کے بعد کال کی اور کہا: آپ کے ساتھ کتنے علماءِ کرام ہیں؟ مَیں آپ کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا: آپ روایتی خدمت چھوڑیں اور ہمیں کبھی نہ بھولنے والی خدمت مقامِ ابواء شریف کی حاضری دلوائیں۔ انہوں نے کہا کہ وہاں کے حالات ایسے ہیں، خروج لگ جاتا ہے، مشکلات زیادہ ہیں وغیرہ وغیرہ، لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد پھر کال کر کے کہا: میری گاڑی میں سات بندوں کی گنجائش ہے، آپ نمازِ مغرب کے بعد فلاں مقام پر تشریف لے آئیں۔ میں اپنے ساتھ ملک پاکستان کے نامور اور جید علماء و مدرسین کو لے کر مغرب کی نماز کی ادائیگی کے بعد حاضر ہو گیا، جن میں میرِ قافلہ شیخ الحدیث استاذی المکرم مفتی گل احمد خان عتیقی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

خوب صورت باتوں اور خوب صورت یادوں کے تذکروں کے ساتھ سفر آگے بڑھتا رہا۔ ہر آنے والا قدم، ہر آنے والی گھڑی ہمیں مقام ابواء شریف کے قریب تر لے جا رہی تھی۔ رات 12 بجے کے لگ بھگ بدر شریف کے مقام پر پہنچے، مسجدِ عریش، شہدائے بدر، جبل الملائکہ کی زیارات کے بعد ہمارے محترم دوست خرم دستگیر صاحب نے ضیافت کا اہتمام کیا۔ اتنے بڑے بڑے علما اور شیوخ کو دیکھ کر خرم بھائی بھی اپنے

مقدر پہ نازاں تھے۔

مقامِ بدر سے دوبارہ سفر کا آغاز مقامِ ابواء شریف کی طرف ہوا۔ بدر شریف سے تقریباً 100 کلومیٹر کے لگ بھگ کا آگے سفر بنتا ہے۔ بالآخر وہ گھڑی آپہنچی، مقام ابواء شریف کے قریب پہاڑ کے نیچے جا کر گاڑی کو روکا گیا، پھر مین روڈ سے پہاڑ کی طرف گاڑی کو موڑا گیا اور کافی دیر گاڑی کی تمام لائٹس بند کر کے سفر جاری رکھا گیا؛ کیونکہ یہاں پر خطرات بہت زیادہ ہیں اور کسی کو اس مبارک مقام تک جانے کی اجازت نہیں دی جاتی؛ اسی وجہ سے گاڑی پہاڑ سے کافی فاصلے پر کھڑی کی گئی۔

20، 25 منٹ پیدل چلنے کے بعد پھر پہاڑ کے اوپر بھی بڑا دشوار گزار پہاڑی سلسلہ تھا پہاڑ کے اوپر چڑھنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ سیاہ رات تھی، سیاہ پہاڑ تھا، لیکن پہاڑ کی تابانی، نورانیت اور خوب صورتی کو لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ سنگل راستہ ہونے کی وجہ سے ایک بندہ بھی بڑی مشکل سے چلتا تھا، لیکن ناچیز قبلہ استاذ جی کو پکڑ کر اوپر ابواء شریف کے اُس مبارک مقام پر لے گیا جہاں پر سیدہ طیبہ طاہرہ سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا آرام فرما ہیں۔ جب وہاں پر پہنچے تو عجب قسم کی خوشبو اور لذت محسوس ہوئی، رقّت انگیز مناظر تھے۔ تمام علما کو عتیقی صاحب قبلہ نے حکم دیا کہ سارے الگ الگ دُعا کریں۔ ایک عالمِ دین دعا کرتا، دوسرے آمین کہتے تھے... پھر دوسرے صاحب دعا کرتے تھے... آخر میں قبلہ عتیقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے رو رو کر دعائیں فرمائیں۔ ناچیز کو جو دعائیں اور جس انداز کے ساتھ دیں، تحدیثِ نعمت کے طور پر عرض کرنے لگا ہوں کہ وہاں پر میرا ہاتھ پکڑ کر حضرت سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا کی

تربت مبارک پر رکھا اور عرض کی: یارسول اللہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والٰہٖ وسلم! آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس آنے کا سبب مولانا عرفان القادری ہیں، پھر جو دعائیہ کلمات تھے میں ان کو لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔ پھر روتے ہوئے سسکیاں لیتے ہوئے بوجھل قدموں کے ساتھ ہم وہاں سے رخصت ہوئے اور پہاڑ سے نیچے اترے۔

راستہ تنگ اور دشوار گزار ہونے کے باوجود آنکھوں سے آنسو بھی برس رہے تھے اور خوشی بھی محسوس ہو رہی تھی اور اپنے مقدر پہ نازاں بھی تھے۔

پاکستان میں واپس پہنچ کر خصوصی طور پر ہمارے اٹک کے جب بھی کوئی دوست قبلہ استاد جی کی بارگاہ میں جاتے تو استاذ جی مقام ابواء شریف کا ذکر لازماً کرتے اور ساتھ ناچیز محمد عرفان القادری کا ذکر لازمی کرتے۔

ایک دن مسجدِ نبوی شریف کے اندر گنبدِ خضرا شریف کے بالکل سامنے قبلہ امیر المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ کا مبارک ذکر ہوا تو جو استاذ جی کا محبت بھرا انداز تھا، سبحان اللہ! فرمانے لگے: اہلِ سنت آج اس شخصیت کی عزت اور قدر نہیں کر رہے، یہ جب دنیا سے چلے گئے تو پھر پچھتاوے کے علاوہ ان کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہو گا۔ فرمانے لگے: ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ خیبر پختون خواہ کے پشاور، چارسدہ، سوات، مردان، مانسہرہ ایبٹ آباد، ڈیرہ اسماعیل خان، بنوں وغیرہ میں بھی کبھی لبیک یارسول اللہ کا نعرہ لگے گا، یہ قبلہ امیر المجاہدین کے فیضان اور اخلاص کی بدولت ممکن ہوا ہے کہ ان علاقوں میں بھی لبیک یارسول اللہ کی صدائیں آج بلند ہو رہی ہیں اور اہلِ سنت کو امام نورانی علیہ الرحمہ کے بعد پھر ایک مرتبہ اپنی ٹانگوں پر کھڑا کرنے کی کوشش کی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے

آپ کو اس میں بھرپور کامیابی بھی عطا فرمائی۔ وہاں پر آپ نے بہت خوب صورتی کے ساتھ نہ صرف تحریک کا ذکر کیا، بلکہ امیر المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کے بعد خصوصی دعائیں بھی ارشاد فرمائیں۔

ہمارے مسجدِ نبوی شریف سے جدائی کے دن قریب تھے، میں نے ایک مرتبہ قبلہ استاذ جی سے مسجدِ نبوی شریف میں عین گنبد شریف کے سامنے کہا: حضور! دعا فرمائیں! خیبر شریف، بدر شریف، ابواء شریف، طائف وغیرہ مقامات پر حاضری ہو چکی ہے.. اب ایک بڑی حسرت ہے نجف اشرف، کربلائے معلیٰ، بغداد شریف، سامرہ شریف، کاظمین شریفین اور مدائن وغیرہ میں بھی حاضری پیش کی جائے! استاذ جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آپ نے واپس کب جانا ہے؟ میں نے کہا: بس ایک دو دن رہ گئے ہیں۔ فرمانے لگے: ایک وظیفہ ہے، اس پر عمل کر لینا، حضور ضرور مہربانیاں فرمائیں گے! آپ ان شاءاللہ العزیز جن جن مقامات کا ذکر کر رہے ہیں وہاں پر بھی آپ ضرور حاضری دیں گے۔ فرمانے لگے: جب آپ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے الوداعی سلام پیش کر کے جدا ہوں گے تو مواجہہ شریف سے نکل کر الوداعی حاضری کے بعد سیدھا آپ نے سیدہ طیبہ طاہرہ زاہدہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے اور وہاں پر اپنی قمیض کے دامن کو پکڑ کر جس طرح جھولی کی جاتی ہے جھولی کھول کر جھولی کو پکڑ لینا ہے اور کہنا ہے: سیدہ پاک! مَیں نے کربلائے معلیٰ شریف، بغداد شریف، سامرہ شریف، کاظمین شریفین آپ کے بچوں کے پاس حاضری دینی ہے! آپ اجازت عطا فرمائیں! سیدہ پاک ضرور مہربانی

فرمائیں گی۔

حاضری کے مبارک لمحات میں میرے رفیقِ سفر محترم اخلاق احمد قادری اور محترم عامر خان صاحب اس مبارک عمل کے وقت موجود تھے اور گواہ ہیں وہاں مانگی ہوئی دعا اللہ تبارک وتعالیٰ نے مستجاب فرمائی، سیدہ پاک کا صدقہ دسمبر میں واپسی تھی اور واپس آکر کوئی پتا نہیں چلا کیسے ماحول بنا، کیسے اسباب پیدا ہوئے... مارچ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مذکورہ مقامات پر حاضری بھی پیش کی، سیدہ پاک کے در سے ایک مرتبہ نہیں دو دو مرتبہ حاضری کا پروانہ عطا ہوا۔

یقین کیجیے! آپ کی بھی اگر کوئی آرزو ہے کوئی تمنا ہے تو سیدہ پاک کی بارگاہ میں جاکر بوسیلۂ مصطفیٰ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اسی طرح آپ مانگیں گے تو سیدہ پاک ضرور آپ پر مہربانیاں فرمائیں گی۔

آخر میں دُعا ہے پروردگارِ عالم پاکانِ اُمّت کا صدقہ بالخصوص سیدہ طیبہ طاہرہ زاہدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اور سیدہ طیبہ طاہرہ زاہدہ عابدہ سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کا صدقہ اللہ تبارک وتعالیٰ قبلہ استاذ جی کی تربت مبارک پر کروڑہا کروڑ برکتوں کا نزول فرمائے اور آپ کی خدماتِ دینیہ کو اللہ آپ کے حق میں، آپ کے والدین کریمین کے حق میں، آپ کے اساتذہ و شیوخ کے حق میں قبول و منظور فرمائے اور بلندئ درجات کا ذریعہ فرمائے، آمین ثم آمین یارب العالمین!

شیخ گل احمد عتیقی تھے عطائے ذوالجلال

کلام: مولانا محمد ابو بکر رضا قُدسی، فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ و مدرس جامعہ ہجویریہ

شیخ گل احمد عتیقی تھے عطائے ذوالجلال
سنتِ نبوی سے روشن اُن کے تھے سب حال وقال

عقل محوِ فکر و حیرت میں غریق اپنا خیال
کیسے وہ الفاظ لاؤں جو بنیں اُن کی مثال

عِلم کی خوشبو بکھیری گلشنِ احمد کے پھول
بدر بن کر صاحبانِ علم میں چمکے ہلال

وادیِ کشمیر کے عالی گھرانے کے نگین
عالمِ اسلام جن کی روشنی سے تھا نہال

صاحبِ دستار و چادر اور سفید ان کا لباس
سادگی تھی ختم ان پر، صاحبِ حُسن و جمال

پھوٹتی ان کی جبیں سے روشنی دل کش مدام
کیا عجب صورت تھی بنتی اوڑھ کر کشمیری شال

شوقِ تحصیلِ علومِ دینیہ لاحق ہوا
گھر میں شب بھر عالموں کی دیکھتے تھے قیل و قال

باپ دادا اور دادی سب ہی رکھتے علمی ذوق
تربیت تایا نے کی بنتے گئے عالی خِصال

خاندان ان کا رہا پابند شریعت کا سدا
کیا نظر اصغر علی کی، تھے جو پیرِ باکمال

گھر کوئی مہمان آئے پھر ہو آغازِ طعام
عادتِ جُود و سخا ماموں سے پائی بے مثال

قرض لے کر سلسلہ تعلیم کا جاری رہا
بندۂ خود دار نے پھیلایا نہ دستِ سوال

دل میں تھی صدّیقِ اکبر کی مَحبّت موج زَن
ہو گئی نسبت ''عتیقی'' سے طبیعت باجمال

عہدِ خود میں بہتریں لوگوں سے کر کے اکتساب
فکر و فن تعمیرِ سیرت میں نمایاں ان کا حال

مستند استاذ ان کے معتبر ان کا طریق
چار سُو عالَم میں بکھری خوشبوئے درس و مقال

بندۂ قیّوم کا بٹتا ہے ہر سُو فیضِ عام
مفتیٔ اعظم سے پایا تھا سبھی مجد و کمال

وہ تو شیخِ بندیال اُستاذِ کل کی تھے ضیاء
ان کے خوشہ چینوں کے آگے ٹکے کس کی مجال

مقتدا سردار احمد سے مِلا بیعت کا فیض
تذکرہ اُن کا سنائے ہر بیان و ہر مقال

منطق و حکمت بلاغت فلسفہ یا صرف و نحو
آپ کے علم و شرَف کی دے گواہی ہر مجال

آپ تھے مفتی مدرّس برتریں شیخ الحدیث
خدمت و تبلیغِ دیں میں گزرے ہیں سب ماہ و سال

مسندِ تدریس پر جلوہ نمائی کی یہ شان
نسبت و شرفِ تلمُّذ کو تڑپتے اہلِ حال

آپ کی ہر بات دل میں نقش ہے، بھولی نہیں
شوکتِ درسِ بخاری، کب کوئی اس کی مثال

آپ نے شاگرد ہیروں سے کیے تیّار خوب
بانٹتی شمعِ فروزاں سب میں تھی شرف و کمال

حافظِ ملّت سی ہستی کو تلمُّذ پر ہے ناز
جن کے اِک تلمیذ خادم کی نہیں ملتی مثال

بہتریں مفتی مصنف آپ کے صدّیق ہیں
آنے والے سب قلم کار ان کے لگتے ہیں عیال

بقعۂ رحمت بنے تربت سدا پروردگار
زندہ و جاوید ہردم رہتے ہیں ایسے رجال

دل نشیں استاذِ من احمد رضا کے حکم پر
قدسیؔ کا مدحِ عتیقی میں سُخَن ہے امتثال

حیاتِ عتیقِ ملّت رحمۃ اللہ علیہ پر ایک نظر

تعارف: شیخ الحدیث مفتی محمد گل احمد خان عتیقی بن علی حیدر خان علیہما الرحمہ

ولادت: یکم جنوری 1949ء، بمقام گاؤں سربن، تحصیل ہٹیاں، جہلم ویلی، آزاد کشمیر

چند درس گاہیں: جامعہ گنج بخش، لاہور۔ جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم، گوجرانوالہ۔ جامعہ شمسیہ رضویہ، راول پنڈی۔ دار العلوم اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور ہزارہ۔ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور۔ جامعہ مظفّریہ، واں بچھراں۔

چند اساتذہ: استاذ القراء والحفاظ قاری محمد طیب۔ نباض قوم مولانا ابو داؤد محمد صادق رضوی۔ استاذ العلما مفتی محمد عبد اللہ مردانوی۔ استاذ العلما مولانا محمد عبد اللطیف۔ شیخ الحدیث مولانا سید غلام محی الدین شاہ۔ شیخ الحدیث مولانا سید حسین الدین شاہ۔ شیخ الحدیث مولانا سید محمد زبیر شاہ۔ استاذ العلما مولانا عبد العزیز۔ شارحِ بخاری شیخ الحدیث والتفسیر علامہ غلام رسول رضوی۔ مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی۔ سند المدرسین علامہ اللہ بخش واں بچھروی۔ استاذ العلما مولانا محمد عبد اللہ جھنگوی۔ شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی۔ استاذ الاساتذہ ملک المدرسین علامہ عطا محمد چشتی گولڑوی۔ مفتیٔ اعظم پاکستان ابو البرکات مولانا سید احمد شاہ قادری، علیہم الرحمہ

شیخِ طریقت: محدثِ اعظم پاکستان علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ

خدمات: 1967ء سے 2023ء تک تقریباً 57 سال علومِ دینیہ کی تدریس فرمائی۔ 44 مرتبہ صحیح بخاری شریف پڑھانے کا شرف ملا۔ 40 سے زائد کتب تصنیف فرمائیں۔ مذہبی وسیاسی (خصوصاً کشمیری) تحریکوں میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔

وصال: 23 شعبان المعظم 1445ھ / 5 مارچ 2024ء بروز منگل